Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

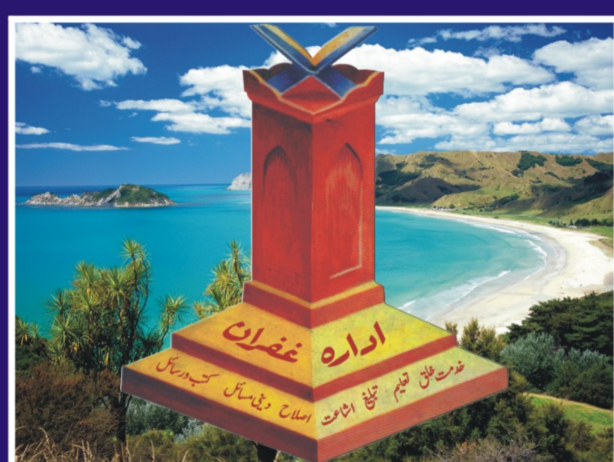

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............ 25 روپے

سالانہ............ 300 روپے

✉ خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....کیا اِن بحرانوں پر قابو پانا ممکن ہے؟.........مفتی محمد رضوان	۳
درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۸۷)..... اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کے چند عقلی دلائل...// //	۵
درسِ حدیث ....صلاۃ التسبیح کے فضائل واحکام (قسط۱).............// //	۱۰
مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ	
حلقۂ نور میں پابندِ سلاسل ہُوا میں (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۲۵)...........مفتی محمد امجد حسین	۲۵
سفر کندیاں وکالا باغ (تیسری وآخری قسط)..// //	۳۱
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (تیرہویں وآخری قسط).............مفتی محمد رضوان	۳۶
ماہِ ذی الحجہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...............مولانا طارق محمود	۳۹
والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۴)...............مفتی محمد رضوان	۴۱
علم کے مینار..............امام شافعی رحمہ اللہ کا سفر نامہ (قسط۴).........مفتی محمد امجد حسین	۴۹
تذکرۂ اولیاء:..........اقبال ورومی (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط ۱۷).................// //	۵۲
پیارے بچو! ....تیل اور پانی کے درمیان گفتگو.......................بنتِ فاطمہ	۶۲
بزمِ خواتین ....ماہواری کے بعض احکام (قسط۳)...............مفتی محمد یونس	۶۴
آپ کے دینی مسائل کا حل..... تحیۃ الوضوء کی نماز کے فضائل واحکام.............	۶۹
کیا آپ جانتے ہیں؟..........اچھے اور بُرے خواب (قسط۶).......مفتی محمد رضوان	۷۹
عبرت کدہ ....حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۱۸)...........ابوجویریہ	۸۹
طب وصحت..........انڈا...........حکیم محمد سعید صاحب	۹۲
اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین	۹۳
اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال	۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

کیا اِن بحرانوں پر قابو پانا ممکن ہے؟

وطنِ عزیز ایک مدت سے پانی، بجلی، گیس وغیرہ کی قلت اور لوڈ شیڈنگ کے مسئلہ سے دوچار ہے۔

جس کے نتیجہ میں وطنِ عزیز معاشی طور پر بہت پیچھے اور نیچے چلا گیا ہے، اور بہت سے صنعتی ادارے اور فیکٹریاں بند ہوچکی ہیں، اور مختلف ضروریات پوری کرنے کے لئے دیگر ممالک کی منہ مانگے داموں والی درآمد شدہ چیزوں کا سہارا حاصل کرنا پڑ رہا ہے۔

اور اس کی وجہ سے عوام طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار ہیں، جب گیس کی لوڈ شیڈنگ شروع ہوتی ہے، تو اپنی ضروریات کا حل بجلی کے ذریعے تلاش کرتے ہیں، تو بجلی کی لوڈ شیڈنگ شروع ہوجاتی ہے پھر جب کھانے پکانے جیسی بنیادی ضروریات کے لئے لکڑیوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں، تو ان کی نایابی اور کمر توڑ مہنگائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اور اوپر سے اپنی شامتِ اعمال سے بارانِ رحمت کا رُکنا رہی سہی کسر پوری کر کے پیداوار کی کمی اور بیماریوں میں اضافے کا سبب بن جاتا ہے۔

یہ بات افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ دیگر ممالک میں تو وقت گزرنے کے ساتھ اس قسم کی چیزوں کی پیداوار اور صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ہمارے یہاں گنگا الٹی ہی بہتی ہے، اور ترقی کے بجائے تنزلی اور اضافہ کے بجائے کمی اور بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کے اسباب کیا ہیں؟ کیا حکومت کی نااہلی ہے، یا کچھ اور؟

اس سلسلہ میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کی نااہلی تو کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، اور اس میں دورائے ہونا بھی مشکل ہے۔

لیکن ان بحرانوں میں حکومت کے ساتھ عوام کی نااہلی اور ناقدری کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔

حکومتی سطح پر صحیح منصوبہ بندی نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے عوام بھی قدرت کی نعمتوں کی ناشکری اور ناقدری کے قدم قدم پر مرتکب ہوتے ہیں، جس کے نتیجہ میں قدرت کی طرف سے ان نعمتوں کو سلب کرلیا،

اورچھین لیاجاتاہے،اوران نعمتوں کے مستفید ہونے سے محروم کردیاجاتاہے۔

چنانچہ ہمارے معاشرہ میں بجلی،گیس اور پانی وغیرہ کے استعمال میں جس قدر بےقدری اور ناقدری وضیاع اورناشکری کی صورتیں رائج ہیں،ان کوالگ الگ اورفرداًفرداًبیان کرناممکن نہیں۔

اگرحکومت صحیح منصوبہ بندی نہیں کرتی،تواس کی شکایت اپنی جگہ بجاہے،مگر لاکھوں بلکہ کروڑوں عوام جو طرح طرح سے بجلی،گیس اور پانی وغیرہ جیسی نعمتوں کے استعمال میں ناقدری اور بے دردی کے ساتھ ضیاع واسراف کے مظاہرے کرتے ہیں،جب تک ان پرقابونہیں پایاجائے گا،اس وقت تک صرف حکومتی سطح پرمنصوبہ بندی کافائدہ منداورنتیجہ خیزہونامشکل نظرآتاہے۔

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ بجلی،گیس اور پانی وغیرہ جیسی نعمتوں کی ناقدری اورضیاع کے معاشرے میں پائے جانے والے مختلف مناظراور پہلوؤں کوذکرکرچکے ہیں۔

لیکن حیرت وافسوس ہے کہ ہم اپنے طرزِعمل کی اصلاح کے بجائے ہمیشہ حکومتِ وقت کوہی موردِالزام ٹھہراتے ہیں،اوراسی پہلو سے طرح طرح کے تجزیئے وتبصرے کرتے ہیں،مگرخوداپنے گریبانوں میں جھانک کرنہیں دیکھتے،کہ ہم اور ہمارا بلکہ خودتجزیہ نگاروں کاطرزِعمل بھی ان بحرانوں کاسبب ہے یانہیں، اورکیاخودہم اپنے طرزِعمل کی اصلاح کرکےان بحرانوں پرقابوپاسکتے ہیں یانہیں۔

لہٰذااس بحرانوں کے تسلسل کے زمانے میں،ہم ایک بارپھراپنی قوم کواس بات کی طرف متوجہ کرناضروری سمجھتے ہیں کہ اپنے طرزِعمل کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں،اوراب تک قدرت کی نعمتوں کی ناقدری وبے قدری،ناشکری اورضیاع واسراف کے جس جس طرح بھی مرتکب ہوچکے ہیں،اس کوترک کریں،اور قدرت کی طرف توبہ واستغفارکےساتھ رجوع فرمائیں،جہاں ہرچیزکےخزانےموجودہیں۔

وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ.

یعنی''اوراللہ ہی کی ملکیت میں آسمانوں اورزمین کےخزانےہیں''

ظاہرہے کہ یہ عمل کروڑوں عوام میں سے ہرایک فردکے لئےممکن ہے،اورجب یہ ممکن ہےتو معلوم ہواکہ مذکورہ بحرانوں پرقابوپابھی ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطافرمائیں۔آمین

(سورہ بقرہ قسط ۸۷، آیت ۱۶۴)

مفتی محمد رضوان

اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کے چند عقلی دلائل

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۱۶۴)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے مختلف ہوتے رہنے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو سمندر (ودریا) میں ان چیزوں کو لے کر چلتی ہیں، جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہیں، اور اس پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا، پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کردیا، اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اس کے حکم کا تابع ہے، بے شک ان لوگوں کے لئے (توحید کی) نشانیاں ہیں، جو عقل رکھتے ہیں (۱۶۴)

تفسیر وتشریح

جب گزشتہ آیت ''وَاِلٰـهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ'' نازل ہوئی، تو یہ آیت کافروں اور بطورِ خاص مشرکوں کے عقیدے کے خلاف تھی، اس لئے یہ اُن کے حیرت وتعجب کا باعث بنی کہ کہیں سارے جہان کا ایک ہی معبود ہوسکتا ہے؟

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس حیرت وتعجب کے ازالہ کے لئے عقلی دلائل کے ساتھ اپنی وحدت وقدرت کو ثابت فرمایا ہے، اور اس پر ایسے واضح اور آسان دلائل ذکر فرمائے ہیں، جن کو ہر صاحبِ عقل عالم اور جاہل سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی پہلی دلیل آسمان کی تخلیق بیان فرمائی۔

''اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ'' ''بے شک آسمانوں کے پیدا کرنے میں''

یہ بات بالکل واضح ہے کہ آسمان کی پیدائش اور باقی رکھنے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کا کوئی دخل

Idara Ghufran

نہیں۔ پھر آسمان میں مختلف سیّارے اور ستارے ہیں، جن میں سورج، چاند، اور نظامِ شمسی کے متعدد اور مختلف سیارے شامل ہیں، ان سیاروں کی جسامت، رنگ، حرکت، سمت اور ہر ایک کے طلوع اور غروب، موسم اور آب وہوا کا نظام ہر چیز ایک دوسرے سے مختلف اور جدا ہے، اور آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں اس نظام کے متعلق روز بروز حیرت انگیز چیزیں سامنے آ رہی ہیں، اور نہ جانے کیا کیا آنے والی ہیں۔ اور پھر یہ نظام انتہائی مستحکم ہے، جس میں ذرہ برابر فرق نظر نہیں آتا، اس عجیب و مستحکم اور وسیع نظام کو دیکھ کر ہر عالم اور جاہل صاحبِ عقل شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کائنات کا نظام خود بخود نہیں چل رہا، بلکہ کوئی ایک ہستی ایسی ہے، جو اس کائنات کے نظام کو چلا رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی واضح دلیل ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی دوسری دلیل آسمان کی پیدائش کے ساتھ، زمین کی پیدائش بیان فرمائی ہے۔

"اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ" "بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں"

زمین کی تخلیق اور پیدائش اور اس کے قائم رہنے میں بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کا کوئی دخل نہیں، بالخصوص جبکہ زمین کے بارے میں یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ یہ بظاہر کسی چیز پر ٹکی ہوئی نہیں ہے، بلکہ ہوا میں معلق ہے۔ پھر زمین کے مختلف حصے اور طبقات ہیں، جن کی رنگت، خاصیت ایک دوسرے سے مختلف ہے، زمین کے ایک حصہ سے ایک طرح کا پھل اور اناج نکلتا ہے، تو دوسرے حصے سے دوسری طرح کا پھل اور اناج نکلتا ہے، کہیں سے بادام، اخروٹ پیدا ہو رہا ہے، تو کہیں آم، امرود، سیب وغیرہ۔ زمین کا ایک حصہ بنجر اور ویران ہے، تو دوسرا حصہ سرسبز وشاداب۔ ایک حصہ انتہائی نشیب میں واقع ہے، تو دوسرا حصہ انتہائی بلند وبالا، ایک حصہ خشک ہے، تو دوسرے حصے میں میلوں میل پانی ہی پانی اور سمندر ہی سمندر ہے، ایک حصہ کی زمین نرم ہے، تو دوسرے حصہ کی سخت، ایک حصہ سے سونا، تانبا، پیتل اور دوسری دھاتوں کو برآمد کیا جا رہا ہے، تو دوسرے حصہ سے پٹرول، اور گیس وغیرہ۔

زمین کے ایک حصہ میں دن نکل رہا ہے، تو دوسرے حصہ میں رات ہو رہی ہے۔ ہر جگہ کی زمین کا رنگ ایک جیسا نہیں ہے۔ زمین کے اندر یہ اختلافات کیسے، کہاں سے اور کس کے حکم سے ہیں؟

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین میں اپنی وحدت وقدرت کی نشانیاں اس طرح ظاہر فرمائیں کہ اس زمین کو اس طرح نرم بنا دیا کہ اس پر انسان چل کر اور اس کو کھود کر اور تراش کر اپنی ضرورتیں اور حاجتیں پوری کر سکے، زمین میں غلہ اُگانا چاہے، اور کھیتی کرنا چاہے تو کر سکے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی دلیلیں ہیں۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی تیسری دلیل رات اور دن کا مختلف ہوتے رہنا بیان فرمائی۔

''وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ'' ''اور رات اور دن کے مختلف ہوتے رہنے میں''

دن اور رات کا مختلف ہونا کہ کہیں دن ہے اور کہیں رات، پھر کبھی دن بڑا ہے تو رات چھوٹی، اور کبھی اس کے برعکس۔ کیا یہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے، یا کسی بڑی ذات اور ہستی کے حکم سے ہو رہا ہے؟

اگر صرف رات ہوتی دن نہ ہوتا، تو ساری دنیا میں اندھیرا اور تاریکی ہوتی، جس کی وجہ سے کوئی کام کاج نہ ہوسکتا، یہاں تک کہ چلنا پھرنا بلکہ زندہ رہنا بھی مشکل ہو جاتا؛ اور اگر صرف دن ہوتا رات نہ ہوتی، تو انسان نیند، سکون اور آرام اور بہت سی بنیادی ضروریات سے محروم ہو جاتا۔

پھر یہ سب کچھ سورج اور زمین کی رفتار اور سمت کی تبدیلی سے ہو رہا ہے، جو مخلوق میں سے کسی کے بھی قبضہ میں نہیں، دن اور رات کے مختلف ہونے میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بے شمار دلیلیں ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی چوتھی دلیل کشتی اور جہازوں کا سمندروں میں انسانوں کی نفع بخش چیزوں کو لے کر چلنا بیان فرمائی۔

''وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ''

''اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو سمندر (ودریا) میں ان چیزوں کو لے کر چلتی ہیں، جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہیں''

کشتیاں اور جہاز جن میں ہزاروں مَن لوہا اور تانبا اور انسان کی بنیادی ضرورت کا سامان ہوتا ہے، ایک ملک سے دوسرے ملک تک ہزاروں میل سفر طے کر کے صحیح سالم پہنچ جاتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان اپنی بہت سی ضروریات پوری کرنے سے محروم ہو جاتا، پانی پر بھاری بھاری جہازوں کا نہ صرف ٹھہرنا بلکہ اس پر تیز دوڑنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی پانچویں دلیل آسمان سے پانی کا نازل فرمانا بیان فرمائی۔

''وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ'' ''اور اس پانی میں جس کو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا''

آسمان سے صاف ستھرے پانی کا بارش یا اولوں اور برف باری کی صورت میں برسنا اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بہت بڑی اور واضح اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی دلیل ہے کہ پانی کے آسمان سے برسنے کا نظام بھی عجیب ہے، جس کا پورے خطے اور اس کی آب وہوا، موسم اور فصل وکاشت پر اثر پڑتا ہے، اتنی

مقدار میں بھاری بھرکم پانی کا برسانا اللہ کے علاوہ کسی کے بھی بس کی بات نہیں، آج تک کوئی مشین اور ٹینک اتنا بڑا ایجاد نہ ہوسکا، جو اتنی مقدار میں پانی کو برسائے، تھوڑی بہت مصنوعی فوارہ و پھوار سازی کی مشینری کی کوئی وقعت نہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی چھٹی دلیل پانی کے ذریعے سے زمین کو زندہ کرنا اور زمین میں ہر قسم کے جانوروں کا پھیلانا بیان فرمائی۔

"فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ"

"پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا، اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں"

پانی سے زمین کا سرسبز وشاداب ہوجانا اور پھر اناج اور غلہ اور پھل اور میووں کا اُگنا اور پھر ان پیداواروں کا زمین کے مختلف مقامات پر پہنچنا اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بہت بڑی اور واضح اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی دلیل ہے۔ پھر ان میووں، اناج اور غلہ وغیرہ سے فائدہ اُٹھانے والی مخلوق بھی ہزار ہا طرح کی ہیں۔ اور زمین پر ہر حیوان کی زندگی کا مادہ پانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور حکمت سے دو قسم کے حیوانات بنائے ہیں، ایک وہ جو توالد اور تناسل کے طریقے پر پیدا ہوتے ہیں، جیسے انسان، اونٹ، بیل اور بکریاں وغیرہ، اور دوسرے وہ جو تولید کے طریقے پر پیدا ہوتے ہیں، جیسے ہزار ہا نباتات اور حشرات الارض اور مکھیاں، مچھر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے حیوانات میں بڑے بڑے فرق رکھے ہیں، ان حیوانات میں ہر قسم کا حیوان دوسری قسم کے حیوان سے مختلف ہے، بلکہ صرف انسان کی تخلیق اور پیدائش اور اُس کے رنگ اور نسل کو دیکھا جائے تو ہر آدمی دوسرے آدمی سے مختلف ہے، ایک انسان کے چہرے پر غور کیا جائے کہ آنکھ، کان، ناک، ہر چیز دوسرے انسان سے مختلف ہے، یہاں تک کہ ہاتھوں اور اُنگلیوں کے نشانات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں، بلکہ جدید تحقیق سے ہر ہر ذرہ کا الگ الگ ہونا واضح ہوگیا، جس کی ایک مثال ڈی، این، اے ٹیسٹ ہے۔ اگر آدمی ایک دوسرے سے ممتاز اور علیحدہ نہ ہوتے، تو ایک کی دوسرے سے پہچان مشکل اور دنیا کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔

پھر انسانوں، چوپاؤں اور ہر طرح کے پرندوں، جانوروں اور حشرات کا زمین سے پیدا ہونے والے طرح طرح کے غلوں اور اناجوں سے فائدہ اُٹھانا خود بخود نہیں ہو رہا، بلکہ کسی واحد اور تنہا ذات کے حکم سے ہو رہا

ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ پس یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی دلیل ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی ساتویں دلیل ہواؤں کا چلانا بیان فرمائی۔

"وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ" ''اور ہواؤں کے چلانے میں''

ہواؤں کا بدلنا اور چلنا کہ یہ ہوائیں کبھی گرمی سے سردی کی طرف اور کبھی سردی سے گرمی کی طرف بدلتی ہیں، اور کبھی مشرق سے مغرب کی طرف اور کبھی شمال سے جنوب کی طرف چلتی ہیں، کبھی ہلکی اور کبھی تیز ہوتی ہیں، اور پھر پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو بھی اُڑاتی اور ایک طرف سے دوسری طرف لے جاتی ہیں۔

اگر ہواؤں کے چلنے کا نظام بند ہو جائے تو سانس لینا مشکل ہو جائے، اور دنیا کا ماحول انتہائی حبس اور بدبو والا ہو جائے۔ ہواؤں کا چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بڑی دلیل ہے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی آٹھویں دلیل آسمان اور زمین کے درمیان بادل کا مسخّر ہونا بیان فرمائی۔ "وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ"

''اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان اس کے حکم کا تابع ہے''

پانی سے بھرے ہزاروں ٹن وزنی بادل آسمان اور زمین کے درمیان معلق اور ٹھہرے ہوئے ہیں، بادل سَر کے اوپر سے گزر رہے ہیں مگر نیچے نہیں گرتے، اور کسی کی مجال نہیں کہ ان بادلوں سے ایک گلاس پانی نکال لے، بلکہ جہاں اور جتنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے، وہیں یہ بادل جا کر کم وبیش اور ہلکی وتیز مقدار میں برستے ہیں۔

بادلوں کا آسمان وزمین کے درمیان ٹھہرے رہنا اور بادلوں سے پانی اور اولوں کا برسنا اور دنیا کے مختلف حصوں میں سفر کرنا، اور ہلکی یا تیز رفتار سے چلنا، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی بڑی عظیم الشان دلیل ہے۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدت وقدرت کی یہ آٹھ دلیلیں بیان فرمائی ہیں، اور ہر دلیل کے اندر بے شمار دلائل ہیں، جن کی انتہاء تک انسان کا دماغ پہنچنے سے عاجز اور قاصر ہے۔

اور ان سب کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا کہ:

"لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ" کہ ''یہ دلیلیں ان لوگوں کے لئے مفید ہیں، جو عقل رکھتے ہیں''

اگر کسی کو کائنات کی ان بڑی بڑی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت کی نشانیاں اور دلیلیں نظر نہیں آتیں، تو یہ اس کی اپنی عقل کا قصور ہے۔ جیسا کہ آج کل کے مادیت پرست سائنسدانوں کا حال ہے کہ سب کچھ سامنے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وحدت وقدرت پر ایمان ویقین کی دولت ونعمت سے محروم ہیں۔

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

صلاۃُ التسبیح کے فضائل واحکام (قسط۱)

نفل نمازوں میں صلاۃُ التسبیح کا عظیم ثواب معتبر احادیث وروایات سے ثابت ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں بعض احادیث غیر مستند بھی ہیں، لیکن تمام احادیث کو مجموعی طور پر غیر مستند قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مگر اس زمانے میں کم علمی اور دوسرے فتنوں کی وجہ سے اس نماز کے بارے میں مختلف شبہات اور غلط فہمیاں پائی جارہی ہیں۔

بعض لوگ تو اس نماز کے بارے میں کسی قسم کی فضیلت ہی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، اوران کا کہنا یہ ہے کہ اس نماز کی کوئی فضیلت کسی مستند ومعتبر حدیث سے ثابت نہیں، اوراس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں، وہ سند کے لحاظ سے درست نہیں۔

جبکہ بعض عوام اور خاص کر خواتین اس نماز کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں فرض نماز کو بھی اتنی اہمیت نہیں دیتے، اور نہ ہی گناہوں کے چھوڑنے کی طرف توجہ کرتے، بلکہ الٹا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اس نماز کی وجہ سے ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، لہٰذا اس نماز کے بعد کسی چیز کے فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کی اور بھی معاشرہ میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

اس قسم کی غلط فہمیوں کے دور کرنے اوراس سلسلہ میں شریعت کے معتدل نظریہ کو اجاگر کرنے کے لئے صلاۃُ التسبیح سے متعلق آنے والا مضمون تحریر کیا جارہاہے۔ [1]

---

[1] صَلَاةُ التَّسْبِيح: تَرْتِيب نَافِع لكل لَبِيب لما أنجز الْكَلَام إِلَى هَذَا الْمقَام أَحْبَبْت أَن أذكر صَلَاة وَردت من فَضلهَا أَحَادِيث ثَابِتَة وولعت بذكرها طَائِفَة عالية وَهِي شَبيهَة بالصلوات الْمَوْضُوعَة وَمن ثُمَّ اشْتبهَ على بعض الْمُتَقَدّمين فَظن أحاديثها مَوْضُوعَة، وَمِنْهُم ابْن الْجَوْزِيّ وَابْن تَيْمِية وقلدهما فِي عصرنا هَذَا من قلدهما مِمَّن يظنّ أَن جملَة أَقْوَال ابْن تَيْمِية كالوحي النَّازِل من السَّمَاء وَإِن كَانَ رد عَلَيْهِ بالبراهين والبينات الساطعة جمعا من الْعلمَاء إِلَّا هِيَ صَلَاة التَّسْبِيح الفائقة الراجحة على غَيرهَا من التطوعات بِأَعْلَى تفوق وَأثْنى تَرْجِيح (الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة، ج۱، ص۱۲۳، لمحمد عبد الحيى بن محمد عبد الحليم الأنصارى اللكنوى)

صلاۃ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات

پہلے صلاۃ التسبیح سے متعلق چند احادیث وروایات پیش کی جاتی ہیں، جن کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی اسنادی حیثیت پر بھی بقدرِ ضرورت روشنی ڈالی جائے گی۔

پہلی روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور جلیل القدر تابعی، حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيْكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوْكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيْمَهُ وَحَدِيْثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرْكَعُ، فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ، فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا، فَتَقُوْلُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ، فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ، فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ، فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً (سنن أبی داود، رقم الحديث ۱۲۹۷، واللفظ لهٗ، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۳۸۷، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۱۹۲، الترغيب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک لابن شاهين، رقم الحديث ۱۰۵، سبعة مجالس من امالی ابی طاهر

المخلص، رقم الحدیث ۳۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! اے میرے چچا! کیا میں آپ کو ایسی چیز کا عطیہ نہ کردوں، کیا میں آپ کو ایسی چیز نہ دے دوں؟ کیا میں آپ کو ایسی چیز ہبہ نہ کردوں؟ کیا میں آپ کے لئے ایسا کام نہ بتلادوں کہ جس میں دس خصلتیں ہیں، جب آپ اس عمل کو کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اول اور آخر، قدیم اور جدید گناہوں کو معاف فرمادیں گے، خواہ وہ خطا کے طور پر سرزَد ہوئے ہوں، یا جان بوجھ کر سرزَد ہوئے ہوں (بالکل) چھوٹے ہوں یا (اُن سے) بڑے ہوں، خفیہ ہوں یا علانیہ ہوں، یہ دس خصلتیں ہیں، وہ عمل یہ ہے کہ آپ چار رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور (کسی) سورت کی قرائت کریں، پھر جب آپ پہلی رکعت کی قرائت سے فارغ ہوجائیں، اور ابھی آپ قیام کی حالت میں ہوں، تو پندرہ مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں:

”سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ“

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات ہر طرح کے عیب وسقم سے پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے)

پھر جب آپ رکوع کریں تو رکوع کی حالت میں دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ رکوع سے اپنا سر اٹھائیں تو (سجدہ میں جانے سے پہلے قومہ وقیام کی حالت میں) دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ سجدہ میں چلے جائیں اور سجدہ کی حالت میں دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ سجدہ سے اپنا سر اٹھائیں تو (جلسہ ونشست کی حالت میں) دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر آپ (دوسرا) سجدہ کریں، اور دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، پھر (دوسرے سجدہ سے) اپنا سر اٹھائیں، تو (نشست کی حالت میں) دس مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں، تو یہ ہر رکعت میں پچھتّر (۷۵) کا عدد ہوگیا، آپ چار رکعتوں میں سے ہر رکعت میں اسی طرح کا عمل کریں۔

---

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ وَصَلَهُ مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ وَقَدْ خَرَّجَهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَأَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ فِي الصَّحِيحِ، فَرَوَوْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرٍ وَقَدْ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقِنْبَارِيُّ.

اگر آپ کو اس کی استطاعت ہو کہ آپ اس نماز کو ہر دن میں ایک مرتبہ پڑھ سکتے ہوں، تو آپ ہر دن میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر آپ ایسا نہ کرسکیں، تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر آپ ایسا نہ کرسکیں تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر آپ ایسا نہ کرسکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں، اور اگر ایسا بھی نہ کرسکیں تو عمر میں ایک مرتبہ ہی پڑھ لیں (ترجمہ ختم)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَلَا أُعْطِيْكَ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غُفِرَ لَكَ ذَنْبُكَ؟ قَالَ: تُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً ،فَذَكَرَ صَلَاةَ التَّسْبِيْحِ (القراء ة خلف الإمام للبخاری، رقم الحديث ۱۴۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسی چیز کا عطیہ نہ کردوں، کہ آپ اس عمل کو کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے، پھر فرمایا کہ آپ چار رکعتیں پڑھیں، اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور (کوئی بھی) سورت پڑھیں، پھر صلاۃُ التسبیح (کی تفصیل) کا ذکر فرمایا (ترجمہ ختم)

فائدہ: صلاۃُ التسبیح کے بارے میں جو حدیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، اس کے متعلق اگرچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں، لیکن دیگر محقق حضرات نے فرمایا کہ اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں، کیونکہ صغیرہ گناہوں میں بھی آپس میں درجات ہیں، نیچے درجے والے گناہ کے مقابلے میں اوپر والے صغیرہ گناہ پر بعض اوقات کبیرہ گناہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

اور کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے قاعدہ یہی ہے کہ توبہ ضروری ہے، اور توبہ کی تفصیل اپنی جگہ بیان کردی گئی ہے۔ [1]

---

[1] قوله " :صغيره "نصب على البدلية -أيضاً -وكذا قوله " :سره "قوله " :عشر خصال "أى :هى عشر خصال، وهى أن تغفر له أولَ ذنبه وآخره وقديمه وحديثه وخطؤُه وعمده وصغيرُه، وكبيرُه وسره وعلانيتُه، وقد اندرج فى هذا سائر أنواع الذنب، ولا يمكن أن يُقال فيه :المراد من الذنوب :الصغائر ,لأنه صرح بغفران الكبيرة -أيضاً(شرح ابى داوُد للعينى، ج۵ص ۱۹۹ ، باب صلاة التسبيح)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث، جس کو حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، سند کے لحاظ سے صحیح یا کم از کم حسن درجے میں داخل ہے۔ [۱]

بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے۔

اور ''حدیثِ حسن'' کا درجہ ضعیف حدیث سے قوی اور صحیح سے کمزور ہوتا ہے، جبکہ صحیح حدیث کا درجہ حسن سے قوی ہوتا ہے۔

چنانچہ امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کئی سندوں سے اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اور اُن میں حضرت عکرمہ کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ والی یہ سند زیادہ اچھی ہے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صغیرہ و کبیرہ ولعل المراد بالکبیر ماھو من افراد الصغائر فان الصغائر فی افرادھا تشکیک (بذل المجھود فی حل ابی داوٗد، ج۲ص۲۷۶، باب صلاۃ التسبیح)

(صغیرہ و کبیرہ) قیل :المراد بالکبیر ما ھو من أفراد الصغائر، فإن الصغائر متفاوتۃ بعضھا أکبر من بعض، والکبائر لا تغفر إلا بالتوبۃ(مرعاۃ المفاتیح، ج۴ص۳۷۲، باب صلاۃ التسبیح)

[۱] اس حدیث کی اسناد درج ذیل ہیں۔

ابوداؤد اور ابنِ ماجہ کی سند درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ(ابو داود و ابنِ ماجه)

مستدرک حاکم کی سند درج ذیل ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ الزَّاهِدُ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، ثنا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقِنْبَارِيُّ، بِعَدَنَ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يُوسُفَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ حَبِيبٍ الْهِلَالِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبُو شُعَيْبٍ الَّذِي يُقَالُ لَهُ :الْقِنْبَارِيُّ بِعَدَنَ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ(مستدرک حاکم)

ابنِ شاہین کی سند درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، وَنَصْرُ بْنُ الْقَاسِمِ الْفَرَائِضِيُّ، قَالَا :نا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ، نا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقِنْبَارِيُّ، حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الترغیب لابنِ شاھین)

امالی ابی طاہر کی سند درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ النَّيْسَابُورِيُّ إِمْلاءً فِي صَفَرَ سَنَةَ ثَمَانِ عَشْرَةَ وَثَلاثِمِائَةٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ ثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ أَبُو شُعَيْبٍ الْقِنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (سبعۃ مجالس من امالی ابی طاھر المخلص، رقم الحدیث ۳۰)

القراءۃ خلف الامام کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا محمود قال حدثنا البخاری قال حدثنا بشر بن الحکم، قال :حدثنا موسی بن عبد العزیز، قال :حدثنا الحکم بن أبان، قال :حدثنی عکرمۃ، عن ابن عباس (القراء ۃ خلف الإمام للبخاری، رقم الحدیث ۱۴۹)

Idara Ghufran

محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۱؎

اورعلامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن ہے۔ ۲؎

اورعلامہ ابنِ ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سند عمدہ ہے۔ ۳؎

اورابنِ جوزی وغیرہ نے جو اس حدیث کو موضوع و منگھڑت اور بے اصل قرار دیا ہے، بہت سے محدثین واہلِ علم حضرات نے اس کی تردید فرمائی ہے، اوراس پر کئے جانے والے شبہات کے معقول جوابات بیان فرمائے ہیں۔ ۴؎

۱؎ قال الحافظ وقد روى هذا الحديث من طرق كثيرة وعن جماعة من الصحابة وأمثلها حديث عكرمة هذا وقد صححه جماعة منهم الحافظ أبو بكر الآجرى وشيخنا أبو محمد عبد الرحيم المصرى وشيخنا الحافظ أبو الحسن المقدسى رحمهم الله تعالى. وقال أبو بكر بن أبى داود سمعت أبى يقول ليس فى صلاة التسبيح حديث صحيح غير هذا وقال مسلم بن الحجاج رحمه الله تعالى لا يروى فى هذا الحديث إسناد أحسن من هذا يعنى إسناد حديث عكرمة عن ابن عباس وقال الحاكم قد صحت الرواية عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم علم ابن عمه هذه الصلاة ثم قال حدثنا أحمد بن داود بمصر حدثنا إسحاق بن كامل حدثنا إدريس بن يحيى عن حيوة بن شريح عن يزيد بن أبى حبيب عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما قال وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم جعفر بن أبى طالب إلى بلاد الحبشة فلما قدم اعتنقه وقبل بين عينيه ثم قال ألا أهب لك ألا أسرك ألا أمنحك فذكر الحديث ثم قال هذا إسناد صحيح لا غبار عليه.

قال المملى رضى الله عنه وشيخه أحمد بن داود بن عبد الغفار أبو صالح الحرانى ثم المصرى تكلم فيه غير واحد من الأئمة وكذبه الدارقطنى(الترغيب والترهيب ج ا ص۲۶۸، ۲۶۹)

۲؎ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْمَرِيُّ فِي كِتَابِ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرٍ، فَوَقَعَ لَنَا مُوَافَقَةً عَالِيَةً، وَزَادَ الْحَاكِمُ أَنَّ النَّسَائِيَّ أَخْرَجَهُ فِي كِتَابِهِ الصَّحِيحِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَلَمْ نَرَ ذَلِكَ فِي شَيْءٍ مِنْ كِتَابِهِ السُّنَنِ لا الصُّغْرَى وَلَا الْكُبْرَى، وَكَذا قَوْلُ ابْنِ الصَّلاحِ أَخْرَجَهُ الْأَرْبَعَةُ، فَإِنَّ التِّرْمِذِيَّ اقْتَصَرَ عَلَى الْإِشَارَةِ إِلَيْهِ دُونَ التَّخْرِيجِ، وَأَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَالْمَعْمَرِيُّ أَيْضًا، مِنْ طَرِيقِ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ وَالِدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُوسَى بِالسَّنَدِ الْمَذْكُورِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ(امالى الاذكار فى فضل صلاة التسبيح، ص۱۲، المجلس الثانى)

۳؎ وَهَذَا الْإِسْنَاد جيد، عبد الرَّحْمَن بن بشر احتج بِهِ الشَّيْخَان، وَشَيْخه قَالَ فِيهِ يَحْيَى بن معِين :لَا بَأْس بِهِ، وَشَيْخه وَثَّقَهُ يَحْيَى بن معِين، وَكَانَ أحد الْعباد، وَسكت عَلَيْهِ أَبُو دَاوُد فَهُوَ حسن أَو صَحِيح عِنْده، لَا جرم ذكره ابْن السكن فِي (سنَنه الصِّحَاح المأثورة) . قَالَ الْحَافِظ زكي الدِّين الْمُنْذِرِيّ فِي موافقاته :وَهَذَا الطَّرِيق أمثل طرقه .قَالَ :وَقد رويت هَذِه الصَّلَاة من رِوَايَة الْعَبَّاس وَأنس وَأبي رَافع مولَى رَسُول الله -صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم -وَغَيرهم مَرْفُوعا وموقوفًا، وفيهَا كلهَا مقَال، وأمثلها مَا تقدم(البدرالمنير، ج۴ص۲۳۶، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، الحديث الرابع عشر،خاتمة)

۴؎ قَالَ السُّيُوطِيّ فِي شرح سنَن أبي دَاوُد الْمُسَمّى)(بمرقاة الصعُود) أفرط ابْن الْجَوْزِيّ فأورد هَذَا الحَدِيث فِي كتاب الموضوعات وَأعله بمُوسَى بن عبد الْعَزِيز، وَقَالَ إِنَّه مَجْهُول وَقَالَ الْحَافِظ بن حجر فِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث، حضرت عطاء کی سند سے بھی کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الْخِصَال المكفرة للذنوب الْمُقدمَة والمؤخرة أَسَاء َ ابْن الْجَوْزِيّ بذكر هَذَا الحَدِيث فِي الموضوعات وَقَوله إِن موسى مَجْهُول لم يصب فِيهِ فَإِن ابْن معِين وَالنَّسَائِيّ وثقاه، وَقَالَ ابْن حجر فِي أمالي الْأَذْكَار هَذَا الحَدِيث أخرجه البُخَارِيّ من جُزْء الْقِرَاء ة خلف الإِمَام، وَأَبُو دَاوُد وَابْن ماجة وَابْن خُزَيْمَة فِي صَحِيح وَالْحَاكِم فِي مُسْتَدْركه، وَصَححهُ وَالْبَيْهَقِيّ وَقَالا ابْن شاهين فِي التَّرْغِيب سَمِعت أَبَا بكر بْن أبي دَاوُد يَقُول سَمِعت أبي يَقُول :أصح حَدِيث فِي صَلَاة التَّسْبِيح هَذَا .قَالَ :ومُوسَى وَثَّقَهُ ابْن معِين وَابْن حبَان وروى عَنهُ خلق وَأخرج لَهُ البُخَارِيّ فِي جُزْء الْقِرَاء ة وَأخرج لَهُ فِي الْأَدَب حَدِيثا فِي سَماع الرَّعْد وببعض هَذِه الْأُمُور ترْتَفع الْجَهَالَة وَمِمَّنْ صحّح هَذَا الحَدِيث أَو حسنه غير من تقدم ابْن مَنْدَه وَألف فِي تَصْحِيحه كتابا، والآجري والخطيب وَأَبُو سعد السَّمْعَانِي وَأَبُو مُوسَى الْمَدِينِيّ وَأَبُو الْحسن بْن مفضل الْمُنْذِرِيّ وَابْن الصّلاح وَالنَّوَوِيّ فِي تَهْذِيب الْأَسْمَاء واللغات وَقَالَ الديلمي فِي مُسْند الفردوس صَلَاة التَّسْبِيح أشهر الصَّلَوَات وأصحها إِسْنَادًا وَرُوِيَ الْبَيْهَقِيّ وَغَيره عَن أبي حَامِد قَالَ :كنت عِنْد مُسلم يعْنى ابْن الْحجَّاج ومعنا هَذَا الحَدِيث، فَسمِعت مُسلما يَقُول لَا يرْوى بِهَذَا الْإِسْنَاد أحسن من هَذَا .وَقَالَ التِّرْمِذِيّ :قد رأى ابْن الْمُبَارك وَغَيره من أهل الْعلم صَلَاة التَّسْبِيح وَذكروا لَهَا فضلا وَقَالَ الْبَيْهَقِيّ كَانَ عبد الله بْن الْمُبَارك يُصليهَا وتداولها الصالحون بَعضهم عَن بعض وفي ذَلِك تَقْوِيَة للْحَدِيث الْمَرْفُوع .قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر وأقدم من روى عَن فعلهَا صَرِيحًا أَبُو الجوزاء من ثِقَات التابعية وَثَبت ذَلِك عِنْد جمَاعَة، وَلِحَدِيث ابْن عَبَّاس طرق، وتابع مُوسَى عَن الحكم بْن أبان إِبْرَاهِيم بْن الحكم أخرجه ابْن خُزَيْمَة وَابْن رَاهَوَيْه وَالْحَاكِم وتابع عِكْرِمَة عَنِ ابْنِ عَبَّاس عَطاء وَمُجاهد وَورد أَيْضا من حَدِيث الْعَبَّاس وَابْنه الْفضل وَأبي رَافع وَعبد الله بْن عمر وَابْن عمر علي وجعفر ابْن أبي طَالب وَابْنه عبد الله وَأم سَلمَة والأنصاري الَّذِي أخرجه لَهُ أَبُو دَاوُد وَسَنَده حسن، وَقد قَالَ أَبُو الْحجَّاج الْمزي إِن الْأنْصَارِيّ هَذَا جَابر بْن عبد الله .قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر وَالظَّاهِر أَنه أَبُو كَبْشَة الْأَنمَارِي، وَقد نبهت على هَذَا فِي الْكتاب الَّذِي اختصرت فِيهِ الموضوعات وَهُوَ اللآلىء المصنوعة وفي النكت البديعات على الموضوعات بأبسط من هَذَا وَيذكر فِي التَّعْلِيق الَّذِي على التِّرْمِذِيّ زِيَادَة على هَذَا الْمُخْتَصر بل كل تَعْلِيق من تعاليق الْكتب الْعشْرَة تبسط فِي زِيَادَة، وَهِي الْمُوَطَّأ ومسند الشَّافِعِي والكتب السِّتَّة وَالشَّمَائِل ومسند أبي حنيفَة انْتهى كَلَامه (الاثار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة، ص۱۲۵،۱۲۶)

[۱] حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَائِلَةَ، ثنا شَيْبَانُ، ثنا نَافِعٌ أَبُو هُرْمُزٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ : جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً لَمْ يَأْتِهِ فِيهَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا عَمُّكَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ : ائْذَنُوا لَهُ فَقَدْ جَاءَ لِأَمْرٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ :فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عَمَّاهُ هَذِهِ السَّاعَةَ، وَلَيْسَتْ سَاعَتَكَ الَّتِي كُنْتَ تَجِيءُ فِيهَا؟ قَالَ :يَا ابْنَ أَخِي ذَكَرْتُ الْجَاهِلِيَّةَ وَجَهْلَهَا فَضَاقَتْ عَلَيَّ الدُّنْيَا بِمَا رَحُبَتْ، فَقُلْتُ مَنْ يُفَرِّجُ عَنِّي؟ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَا يُفَرِّجُ عَنِّي أَحَدٌ إِلَّا اللهُ ثُمَّ أَنْتَ، فَقَالَ :الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَوْقَعَ هَذَا فِي قَلْبِكَ، وَوَدِدْتُ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ أَخَذَ نَصِيبَهُ، وَلَكِنَّ اللهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، قَالَ :أَحْبُوكَ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :أُعْطِيكَ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ : أَحْبُوكَ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ " :فَإِذَا كَانَتْ سَاعَةٌ يُصَلَّى فِيهَا لَيْسَتْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَمَا بَيْنَ ذَلِكَ فَأَسْبِغْ طَهُورَكَ، ثُمَّ قُمْ إِلَى اللهِ فَاقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهَا مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ السُّورَةِ فَقُلْ :سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، فَإِذَا رَكَعْتَ فَقُلْ ذَلِكَ عَشْرًا، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَقُلْ ذَلِكَ عَشْرَ مِرَارٍ "(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۱۳۶۵، الترغيب والترهيب للاصبهانى، رقم الحديث ۱۹۷۴،فصل فى صلاة التسبيح)

مگر بعض محدثین نے اس روایت کو سند کے لحاظ سے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱؎

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث، حضرت مجاہد کی سند سے بھی کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔ ۲؎

اس کی سند پر بھی بعض محدثین کا غیر معمولی کلام ہے۔ ۳؎

۱؎ قال الهيثمي:رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه نافع بن هرمز وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج۲ص۲۸۲)
وقال ابن حجر:هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيرِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَائِلَةَ، عَنْ شَيْبَانَ، وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ، إِلَّا الرَّاوِيَ عَنْ عَطَاءٍ فَإِنَّهُ مَتْرُوكٌ، وَقَدْ كَذَّبَهُ بَعْضُهُمْ، لَكِنْ لَهُ شَاهِدٌ يَأْتِي فِي حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقِ(امالی الاذكار فی فضل صلاة التسبيح)
وقال ايضا:نافع بن هرمز أبو هرمز وسماه العقيلي نافع بن عبد الواحد:عن الحسن وعن أنس بن مالك وهو بصرى ضعفه أحمد وجماعة وكذبه بن معين مرة وقال أبو حاتم :متروك ذاهب الحديث وقال النسائي : ليس بثقة ......وسماه بن عدى فی رواية نافع بن عبد الله وقال يحيى بن معين :أيضاً لا يكتب حديثه وقال مرة :لا أعرفه وقال مرة ليس بشيء وقال مرة ضعيف وأورد له العقيلي رواية مسلم بن إبراهيم التي تقدمت وقال أبو حاتم :أيضاً ليس بالقوى عندهم وقال ابن عدى :أحاديثه غير محفوظة والضعف على رواياته بين.
نافع مولى يوسف السلمي :قيل هو أبو هرمز المذكور حدث عن عطاء ونافع وقيل هو آخر قال أبو حاتم : متروك الحديث وضعفه أحمد وغيره وأورد بن عدى فی ترجمة نافع أبی هرمز أحاديث من رواية سعدان بن يحيى عن نافع مولى يوسف السلمي ثم قال هی غير محفوظة وممن فرق بينهما العقيلي فقال :فی هذا نافع مولى يوسف بصرى روى عن ابن سيرين عن ابن عباس رضی الله عنهما "فی تخليل اللحية "وعنه سعدان بن يحيى ونقل عن البخاری أنه قال:منكر الحديث(لسان الميزان، ج۳ص۶۵،۶۶، من اسمه ناصح ونافع)

۲؎ حدثنا سليمان بن أحمد، حدثنا إبراهيم بن أحمد بن برة الصنعانی، حدثنا هشام بن إبراهيم أبو الوليد المخزومی، حدثنا موسى بن جعفر بن أبی كثير عن عبد القدوس بن حبيب، عن مجاهد، عن بن عباس رضی الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له " :ياغلام ألا أحبوك؟ ألا أنحلك؟ ألا أعطيك؟ .قال :قلت :بلى بأبی أنت وأمی يارسول الله، قال :فظننت أنه سيقطع لی قطعة مال .فقال ": أربع تصليهن فی كل يوم وليلة فتقرأ أم القرأن وسورة، ثم تقول :سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر خمس عشرة مرة، ثم تركع فتقولها عشراً، ثم ترفع فتقولها عشراً ثم تفعل فی صلاتك كلها مثل ذلك، فإذا فرغت قلت بعد التشهد وقبل التسليم اللهم أنی أسألك توفيق أهل الهدى، وأعمال أهل اليقين، ومناصحة أهل التوبة، وعزم أهل الصبر، وجد أهل الخشية، وطلبة أهل الرغبة، وتعبد أهل الورع، وعرفان أهل العلم، حتى أخافك .اللهم إنی أسألك مخافة تحجزنی عن معاصيك، وحتى أعمل بطاعتك عملاً أستحق به رضاك، وحتى أناصحك فی التوبة خوفاً منك .وحتى أخلص لك النصيحة حباً لك، وحتى أتوكل عليك فی الأمور حسن الظن بك، سبحان خالق النور .فإذا فعلت ذلك يا بن عباس غفر الله لك ذنوبك صغيرها وكبيرها، قديمها وحديثها، سرها وعلانيتها، وعمدها وخطأها(حلية الأولياء، ج۱،ص ۱۳،لابی نُعيم الأصبهانی)

۳؎ قال ابن حجر:قَالَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ :لَمْ يَرْوِهِ عَنْ مُجَاهِدٍ، إِلَّا عَبْدُ الْقُدُّوسِ، وَلَا عَنْهُ إِلَّا مُوسَى،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث، حضرت محمد بن منکدر کی سند سے بھی کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامٌ، قُلْتُ :عَبْدُ الْقُدُّوسِ شَدِيدُ الضَّعْفِ، وَكَذَّبَهُ بَعْضُ الْأَئِمَّةِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ(امالی الاذکار فی فضل صلاۃ التسبیح، ص ۲۴،الطریق السابع)

وقال الذهبی:عبد القدوس بن حبيب أبو سعيد الكلاعی.المحدث، أبو سعيد الكلاعی، الوحاظی، الشامی .روی عن :مجاهد، وعكرمة، وأبی الأشعث الصنعانی، والشعبی، والحسن، وعطاء ، ومكحول، وابن شهاب .وعنه :عمرو بن الحارث، وحيوة بن شريح، والثوری -وماتوا قبله بمدة -والوليد بن مسلم، وابن شابور، وعبد الرزاق، وعلی بن الجعد، وأبو الجهم، وصالح بن مالك الخوارزمی، وإسحاق بن أبی إسرائيل .يقع من عواليه فی (الجعديات)اتفقوا على ضعفه .كذبه :ابن المبارك .وقال ابن معين :مطروح الحديث . وقال الفلاس :تركوه.وقال ابن عمار :ذاهب الحديث .وقال ابن المبارك :لأن أقطع الطريق، أحب إلی من أن أروی عنه .وقال النسائی :ليس بثقة، ولا مأمون .قلت :بقی إلی ما بعد السبعين ومائة، وعمر دهرا(سير اعلام النبلاء ج۸ص۱۳۵،۱۳۶)

وقال ابن حجر:عبد القدوس بن حبيب الكلاعی الشامی الدمشقی أبو سعيد عن عكرمة والشعبی ومكحول والكبار وعنه الثوری وإبراهيم بن طهمان وأبو الجهم وعلی بن الجعد وإسحاق بن أبی إسرائيل وخلق قال عبد الرزاق ما رأيت بن المبارك يفصح بقوله كذاب إلا لعبد القدوس وقال الفلاس اجمعوا على ترك حديثه وقال النسائی ليس بثقة وقال بن عدی أحاديثه منكرة الإسناد والمتن(لسان الميزان، ج۲ص۱۲۳، من اسمه عبدالقدوس)

[1] أخبرنا أبو محمد، الحسن بن علی بن محمد، الجوهری، حدثنا أبو القاسم، إبراهيم بن أحمد بن جعفر، الخرقی، حدثنا أبو العباس، محمد بن طاهر، المروزی، حدثنا أبو الأسد، جارنا، محمد بن حفص المروزی، حدثنا حماد بن عمرو، النصيبی، عن أبی رافع عن محمد بن المكندر، عن عبد الله بن عباس، قال:قال عباس :مر بی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال لی:ألا أفيدك، ألا أمنحك، ألا أعطيك، ألا أستحييك؟فظننت أن رسول الله صلی الله عليه وسلم يعطينی رغباً من الدنيا، فقلت :بلی، بأبی أنت وأمی يا رسول الله !قال:أربع ركعات فی كل يوم، أو فی كل جمعة، أو فی كل نصف شهر، أو فی كل شهر، أو فی نصف سنة، أو فی كل سنة .فتكبر، ثم تقرأ الحمد وسورة، ثم تقول :(الحمد لله، وسبحان الله، ولا إله إلا الله، والله أكبر) . هذه مرة واحدة، تقولها خمس عشرة مرة، ثم تركع، فتقولهن عشراً، ثم تقول :(سمع الله لمن حمده) ، فتقولهن عشراً، ثم تخر ساجداً، فتقولهن عشراً، ثم ترفع رأسك، فتقولهن عشراً، ثم تقوم، فتقرأ الحمد وسورة، ثم تقولها خمس عشر مرة، تقولهن فی ركوعك وسجودك :عشراً، عشراً .فلو كان عليك مثل رمل عالج، وعدد القطر، وأيام الدنيا، لغفر الله لك. كذا (.. ..) أصل)(كتاب الجوهری) تقصير فی بعض المتن، وعليه تصحيح .(ذكر صلاة التسبيح والأحاديث التی رويت عن النبی صلی الله عليه وسلم فيها واختلاف ألفاظ الناقلين لها،ج ۱،۵۰، للخطيب البغدادی)

اوراس کی سند کو بھی محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

مگر یہ سب کلام حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی دیگر روایات پر ہے، جہاں تک حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت عکرمہ والی روایت کا تعلق ہے، جس کو ابوداؤ دوغیرہ نے روایت ہے کیا ہے، وہ سند کے لحاظ سے صحیح یا کم از کم حسن ہے، اوراس کی سند کو موضوع و بے اصل قرار دینا درست نہیں۔ ۲

---

۱ قال ابن حجر: وَلِحَدِيثِ الْعَبَّاسِ طَرِيقٌ أُخْرَى أَخْرَجَهَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ الْخِرَقِيُّ، فِي فَوَائِدِهِ، وَفِي سَنَدِهِ حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو النَّصِيبِيُّ كَذَّبُوهُ (امالی الاذكار فی فضل صلاة التسبيح، ص ۳۱، الطريق الثانی)

وقال ايضاً: حماد بن عمرو النصيبى: عن زيد بن رفيع وغيره قال الجوزجانى: كان يكذب وقال البخارى: يكنى أبا إسماعيل منكر الحديث وقال النسائى: متروك الحديث عمرو بن خالد الحرانى حدثنا حماد بن عمرو النصيبى عن الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة رضى الله عنه مرفوعاً ": إذا لقيتم المشركين فى طريق فلا تبدء وهم بالسلام واضطروهم إلى أضيقها "وإنما يحفظ هذا لسهيل عن أبيه وقال ابن حبان: كان يضع الحديث وضعاً روى عنه يعقوب بن حميد بن كاسب وقال الخطيب: يكنى أبا إسماعيل قدم بغداد وحدث عن زيد بن رفيع والأعمش وسفيان روى عنه إبراهيم بن موسى الفراء وإسماعيل بن عيسى العطار وعلى بن حرب وسعدان بن نصر وإبراهيم بن الهيثم البلدى وقال ابن عمار الموصلى: حدثنى عبد الله بن عصمة النصيبى وآخر أن رجلاً جاء إلى حماد بن عمرو بخمسين حديثاً للأعمش فرواها ولم يسمع منه حرفاً وأنه أخذ كتاب زيد بن رفيع من عبد الحميد بن يوسف ثم كان يرويه عن زيد قال ابن عمار: قد سمعت من حماد كثيراً ولا أرى الرواية عنه والعجب من ابن المبارك والمعافى حيث رويا عنه ولم يكن يدرى إيش الحديث وروى عثمان بن سعيد عن ابن معين: ليس بشىء وقال أبو زرعة: واهى الحديث انتهى وقال أبو حاتم: منكر الحديث ضعيف الحديث جداً وقال ابن أبى مريم عن يحيى ابن معين: من المعروفين بالكذب ووضع الحديث حماد بن عمرو وفى موضع آخر: اجتمع الناس على طرح هؤلاء النفر ليس يذاكر بحديثهم ولا يعتد به إسحاق بن نجيح الملطى وحماد النصيبى وقال مجاهد بن موسى: قلت له اخرج إلى كتاب خصاف فأخرج إلى كتاب خصيف فإذا هو لا يفرق بينهما وقال الغلابى عن ابن معين: لم يكن بثقة وقال النسائى: لم يكن ثقة وقال الحاكم: يروى عن جماعة من الثقات أحاديث موضوعة وهو ساقط بمرة وقال ابن الجارود: منكر الحديث شبه لا شىء لا يدرى ما الحديث وقال أبو أحمد الحاكم: ليس حديثه بالقائم وقال أبو سعيد النقاش: يروى الموضوعات عن الثقات (لسان الميزان، ج ۱ ص ۳۵۰، من اسمه حماد)

۲ اور بعض حضرات نے جو اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، ممکن ہے کہ ان کی مراد فی نفسہٖ ضعیف ہونا ہو، یا ان تک دیگر اسناد نہ پہنچی ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ويمكن ان يقال: الذى صحح الحديث فتصحيحه بالنسبة لطرقه المتعددة، فيكون صحيحا لغيره لا لذاته، لكن صححه ابوداوٗد السجستانى صاحب السنن لذاته.

والذى حسن الحديث فبالنظر الى بعض طرقه فقط فيكون حسنا لذاته عنده، كما فعل المنذرى فى احد طرقه، وكما فعل ابن حجر فى طريق موسىٰ بن عبدالعزيز وطريق الانصارى الذى لم يسم، فيصير الحديث صحيحا عنده اذا ضم احد هذين الطريقين الى نظيره، وذلک كما فعل الحافظ فى نهاية اجوبته على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

دوسری روایت

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح کی حدیث مرسلاً (یعنی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ کے بغیر، براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) بھی مروی ہے، جس میں صلاۃُ التسبیح کی اس نماز کے بارے میں یہ اضافہ ہے کہ:

”صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ لَيْلٍ شِئْتَ أَوْ مِنْ نَهَارٍ“

ترجمہ: آپ یہ چار رکعت رات میں یا دن میں جب چاہیں پڑھ لیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا کوئی مخصوص وقت مقرر نہیں، دن، رات میں جب چاہیں پڑھ لینا جائز ہے، لیکن کیونکہ یہ نماز نفل ہے، اس لئے جن اوقات میں نفل نمازوں کا مکروہ ہونا دوسرے دلائل سے ثابت

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الاحديث المنتقدة على المشكاة(۳/۱۷۹۰)

اما من حسنه لغيره فعلى سبيل التنزل فقط كما تدل عليه عباراتهم، والله تعالىٰ اعلم.

امـا من ضعف الحديث فالترمذی رحمه الله تعالىٰ صدر حكمه على بعض الطرق التى وقف عليها ، وكانه لم يقف على كل طرق الحديث.

ويدل عليه امران:

۱......: انه اخرج فى سننه طريق ابى رافع وهو اضعف من طريق ابن عباس برواية موسىٰ بن عبدالعزيز.

۲......: انـه لـم يقع له طريق موسى بن عبدالعزيز الذى صححه او حسنه بعض الحفاظ ، ويدل على ذلك ان الراوى عن موسى فى اغلب الطرق هو الثقة عبدالرحمن بن بشر بن الحكم، والترمذى لم يخرج له، ولم يرو عنه فى كتبه.

فيكون قول الترمذى لم يصح منه كبير شيئ(۱/۳۴۹ تحفة ط.الهند) هو بالنسبة لما وقف عليه، فيكون قوله معـنـاه لم يصح منه كبير شيئ فيما وقفت عليه من الطرق، وقال بعض المشتغلين بالحديث من علماء الهند: معنى قول الترمذى ولايصح منه كبير شيئ ، انه صح منه بعض شيئ، اهـ.

اما العقيلى فتضعيفه للحديث ايضا بالنسبة لبعض طرقه، اضف الى هذا انه معروف بتشدده.

امـا ابـوبـكر بن العربى فكان حافظا على طريقه الفقهاء، وعدم توسعه فى اعتبار وسبر طرق الحديث اداه الى حكم تراه مخالفا للصواب، رحمه الله تعالىٰ.

والـنـووى وابن حجر اختلف اجتهادها فى الحديث، والاولىٰ ان يقال انهما حسنا الحديث كما حققه العلامة ابوالحسنا اللكنوى فى الآثار المرفوعة(ص ۱۳۹) فارجع اليه فانه مفيد.

امـا مـن حـكم على الحديث بالوضع فقد اخطأ واساء ، ومن ابلغ الردود عليهم ان البخارى قد اخرج نفس سند صلاة التسبيح تماما من طريق ابن عباس فى الادب المفرد فى باب ما يقال عند سماع الرعد، انظر شرح الادب الـمـفـرد(۲/۱۸۴)ولـم يـقـل احـد: ان الـبـخـارى يـخـرج الـمـوضـوع فـى مصنفاته (الترجيح لحديث صلاة التسبيح،لابن ناصر الدين الدمشقى”المتوفىٰ ۸۴۲“ ص ۱۱۱،۱۲ ، مطبوع: دارالبشائر الاسلامية، بيروت)

Idara Ghufran

ہے، ان اوقات میں اس نماز کو پڑھنا بھی مکروہ ہوگا، جس کی تفصیل آگے مسائل کے ذکر میں آتی ہے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی اس مرسل روایت کی سند بھی صحیح ہے۔ ۱؎

۱؎ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللهِ أَلا أُهْدِي لَكَ، أَلا أَمْنَحُكَ، أَلا أُزَوِّدُكَ، أَلا أَهَبُ لَكَ، أَلا أُعْطِيكَ، أَلا أَحْبُوكَ، صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ لَيْلٍ شِئْتَ أَوْ مِنْ نَهَارٍ، فَإِذَا كَبَّرْتَ فَاقْرَأْ مَا شِئْتَ فَإِذَا فَرَغْتَ مِنْ قِرَاءَتِكَ فَقُلْ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ارْكَعْ فَإِذَا رَكَعْتَ فَقُلْ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَأَنْتَ رَاكِعٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْ عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ تَخِرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ فَقُلْهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ، ثُمَّ قُمْ فَاقْرَأْ كَمَا قَرَأْتَ، ثُمَّ قُلْهَا خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً بَعْدَ أَنْ تَقْرَأَ، ثُمَّ قُلْهَا عَشْرًا كَمَا قُلْتَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ الْبَاقِي، فَإِنَّهُ يَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، وَحَدِيثَهُ وَقَدِيمَهُ، وَعَمْدَهُ، وَجَهْلَهُ، وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، صَلِّهَا إِنِ اسْتَطَعْتَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً، وَإِلَّا فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، وَإِلَّا فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، وَإِلَّا فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِلَّا فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً وَاحِدَةً "هَكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ مُرْسَلًا وَرَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۲۸۱۶)

أَخْبَرَنَاهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ قُرَيْشٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ . . . . . .فَذَكَرَهُ . . . . .قَالَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْقَنبارِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ، وَقَدْ رُوِّينَاهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقِنْبَارِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ :فِي غُفْرَانِ الذَّنْبِ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ،قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ " :وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِ السُّنَنِ وَفِي الدَّعَوَاتِ، وَقَدْ رَأَيْتُ حَدِيثَ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مُرْسَلًا، وَالْمُرْسَلُ أَصَحُّ "(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۲۸۱۷)

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، أَنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ، أَلا أُهْدِي لَكَ، أَلا أَمْنَحُكَ، أَلا أُزَوِّدُكَ، أَلا أَهَبُ لَكَ، أَلا أُعْطِيكَ، أَلا أَحْبُوكَ :صَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ لَيْلٍ شِئْتَ أَوْ نَهَارٍ، فَإِذَا كَبَّرْتَ فَاقْرَأْ مَا شِئْتَ، وَإِذَا فَرَغْتَ مِنْ قِرَاءَتِكَ، فَقُلْ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً :الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَلا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ارْكَعْ، فَإِذَا رَكَعْتَ، قُلْتَ، وَأَنْتَ رَاكِعٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ :الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ، وَلا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ، فَقُلْ عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ تَخِرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ، فَقُلْهَا عَشْرًا، ثُمَّ اسْجُدِ الثَّانِيَةَ، فَقُلْهَا عَشْرًا، وَأَنْتَ سَاجِدٌ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ أَنْ تَقُومَ، ثُمَّ قُمْ فَاقْرَأْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رہا اس حدیث کا مرسل ہونا تو کیونکہ اس کی تائید دیگر مرفوع احادیث سے ہوتی ہے، اس لئے اس کے مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

علاوہ ازیں بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مرسل حدیث بھی معتبر ہوتی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كَمَا قَرَأْتَ، ثُمَّ قُلْهَا خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً بَعْدَ أَنْ تَقْرَأَ، ثُمَّ قُلْهَا عَشْرًا عَشْرًا كَمَا قُلْتَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى :ثُمَّ الْبَاقِيَتَيْنِ، فَإِنَّهُ يُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ صَغِيرُهُ وَكَبِيرُهُ، وَحَدِيثُهُ وَقَدِيمُهُ، وَعَمْدُهُ وَجَهْلُهُ، وَسِرُّهُ وَعَلانِيَتُهُ كُلُّهَا، إِنِ اسْتَطَعْتَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً وَإِلا فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِلا فَفِي كُلِّ عُمُرِكَ مِنَ الدُّنْيَا مَرَّةً وَاحِدَةً ."ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ فِي سُنَنِهِ حَدِيثَ صَلاةِ التَّسْبِيحِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيِّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ :سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ .

وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلاةَ التَّسْبِيحِ، وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيهَا (شرح السنة للامام البغوى، ج۴ص ۱۵۶ تا۱۵۸ ،بَابُ صَلاةِ التَّسْبِيحِ،رقم الحديث ۱۰۱۸)

۱؎ قال ابن حجر :والإرسال هنا لا يضر ;لأن المرسل كالضعيف الذى لم يشتد ضعفه يعمل بهما فى الفضائل .اهـ .وهذا فى مذهبه، وإلا فالمرسل حجة عند الجمهور(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۹۹، باب السنن وفضائلها)

قلت :المرسل حجة عند الجمهور، وكذا إذا اعتضد بشاهد عند الشافعى(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۹۴۸، باب الوتر)

قلت :أما المرسل فهو حجة عند الجمهور، وأما كونه ضعيفا لو صح فيصلح أن يكون مؤيدا مع أنه يعمل بالضعيف فى فضائل الأعمال، والجمهور على أنه محمول على الاستحباب بطريق أبلغ (مرقاة المفاتيح ج۳ص ۱۰۹۱ ، باب العتيرة)

فالجمهور يجعلون المرسل حجة، والشافعى لا يجعله حجة، إلا إذا اعتضد، ثم قال النووى :والأصح فيها إنما يعتد بها إذا اعتضدت بإسناد أو إرسال من جهة أخرى، أو يقول بعض الصحابة، أو أكثر العلماء (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۲۹۲ ، باب مايجب فيه الزكاة)

المرسل إذا اعتضد بضعيف متصل يحصل فيه نوع قوة فيدخل فى جنس الحسن(مرقاة المفاتيح ج۶ ص ۲۵۵۹ ، باب حكم الاسراء)

المرسل حجة عند الجمهور ومعتبر فى فضائل الأعمال عند الكل(مرقاة المفاتيح ج۷ص ۲۷۵۴، باب الاشربة)

قال ابن حجر :رواه الترمذى بسند منقطع ومع ذلك يعمل به فى فضائل الأعمال(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۸۰، باب ما على المأموم من المتابعة وحكم المسبوق)

(وهو) ، أى :الحديث أو إسناده (منقطع) . وهو أن يكون الساقط من الرواة اثنين متواليين، أو سقط واحد فقط، أو أكثر من اثنين، لكن بشرط عدم التوالى، فيتحصل منه أن الحديث ضعيف، لكنه يعتبر قويا فى الفضائل(مرقاة المفاتيح ج۹ ص ۳۹۱۹، كتاب المناقب، باب مناقب عثمان رضى الله عنه)

تیسری روایت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ لِیُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اِئْتِنِیُ غَدًا أَحُبُوکَ، وَأُثِیبُکَ، وَأُعْطِیکَ حَتّٰی ظَنَنْتُ أَنَّہُ یُعْطِینِیُ عَطِیَّةً،قَالَ:إِذَا زَالَ النَّھَارُ، فَقُمُ فَصَلِّ أَرُبَعَ رَکَعَاتٍ ، فَذَکَرَ نَحْوَہُ، قَالَ:ثُمَّ تَرُفَعُ رَأُسَکَ یَعْنِیُ مِنَ السَّجُدَةِ الثَّانِیَةِ، فَاسْتَوِ جَالِسًا، وَلَا تَقُمُ حَتّٰی تُسَبِّحَ عَشُرًا، وَتَحُمَدَ عَشُرًا، وَتُکَبِّرَ عَشُرًا، وَتُھَلِّلَ عَشُرًا، ثُمَّ تَصْنَعَ ذٰلِکَ فِی الْأَرُبَعِ الرَّکَعَاتِ ، قَالَ:فَإِنَّکَ لَوُ کُنْتَ أَعُظَمَ أَھُلِ الْأَرُضِ ذَنُبًا غُفِرَ لَکَ بِذٰلِکَ،قُلْتُ:فَإِنُ لَّمُ أَسْتَطِعُ أَنُ أُصَلِّیَھَا تِلُکَ السَّاعَةَ؟ قَالَ صَلِّھَا مِنَ اللَّیُلِ وَالنَّھَارِ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۱۲۹۸) [۱]

ترجمہ: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صبح تشریف لائیں، میں آپ کو ہدیہ وعطیہ دوں گا، میرا گمان یہ ہوا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اہم عطیہ دیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دن میں زوال ہو چکے، تو آپ کھڑے ہوں، اور چار رکعت پڑھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی) طرح تذکرہ فرمایا (کہ جب آپ پہلی رکعت کی قرائت سے فارغ ہو جائیں، اور ابھی آپ قیام کی حالت میں ہوں، تو پندرہ مرتبہ ان کلمات کو پڑھیں: "سُبُحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمُدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ" اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھیں، اور رکوع سے کھڑے ہو کر دس مرتبہ پڑھیں، پھر سجدہ میں دس مرتبہ پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس مرتبہ پڑھیں، پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پڑھیں) پھر آپ دوسرے سجدہ سے اپنا سر اٹھائیں، اور سیدھے بیٹھ جائیں، اور اس وقت تک کھڑے نہ ہوں، جب تک کہ آپ دس مرتبہ تسبیح، تحمید، تکبیر وتہلیل والے یہ کلمات (یعنی "سُبُحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمُدُ لِلّٰہِ، وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ") نہ پڑھ لیں، پھر آپ یہ عمل چاروں رکعات میں کریں۔

---

[۱] قَالَ أَبُو دَاوُدَ :حَبَّانُ بُنُ ھَلَالٍ خَالُ ھِلَالٍ الرَّأْیِ ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ :رَوَاہُ الْمُسْتَمِرُّ بُنُ الرَّیَّانِ، عَنُ أَبِی الْجَوُزَاءِ ، عَنُ عَبُدِ اللَّہِ بُنِ عَمُرٍو مَوُقُوفًا، وَرَوَاہُ رَوُحُ بُنُ الْمُسَیَّبِ، وَجَعُفَرُ بُنُ سُلَیُمَانَ، عَنُ عَمُرِو بُنِ مَالِکٍ النُّکُرِیِّ، عَنُ أَبِی الْجَوُزَاءِ، عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ قَوُلَہُ، وَقَالَ فِی حَدِیثِ رَوُحٍ، فَقَالَ حَدِیثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اگر آپ کے زمین والوں میں سب سے زیادہ گناہ ہوں گے، تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کو معاف فرمادیں گے۔

میں نے عرض کیا کہ اگر میں اس وقت میں (یعنی زوال کے بعد) اس نماز کو پڑھنے کی استطاعت نہ رکھوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن میں جب چاہے پڑھ لو (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت عکرمہ والی گزشتہ حدیث کے مطابق ہے، اور اس کی سند حسن صحیح یا کم از کم حسن درجہ میں داخل ہونے کی وجہ سے معتبر ہے۔ [1]

---

[1] قال الالبانی:

(قلت :إسناده حسن صحيح)إسناده :حدثنا محمد بن سفليان الأُبُلَى :ثنا حبان بن هلال أبو حبيب :ثنامهدى بن ميمون :ثنا عمرو بن مالک عن أبى الجوزاء قال :حدثنى رجل كانت له صحبة.قال أبو داود" :حبان بن هلال :خال هلال الرأى ."قال أبو داود " :رواه المستمرّ بن الرَّيَّان عن أبى الجوزاء عن عبد الله بن عمرو ...موقوفاً .ورواه رَوُحُ بن المسيَّب وجعفر بن سليمان عن عمرو بن مالک النكُرِىِّ عن أبى الجوزاء عن ابن عباس ...قوله .وقال فى حديث روح :فقال: حديث النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ . قلت :وهذا إسناد حسن إن شاء الله تعالى، رجاله كلهم ثقات معروفون؛ غير عمرو بن مالک -وهو النكُرِىُ-، ذكره ابن حبان فى " الثقات"، وقال: "يعتبر حديثه من غير رواية ابنه عنه، يخطء ويغرب ."وقال الذهبى: "ثقة " وقال الحافظ : "صدوف له أوهام ."ولم يتفرد به، كما يشير إلى ذلک قول المصنف المتقدم ":رواه المستمر بن الريان عن أبى الجوزاء عن عبد الله بن عمرو ...موقوفاً ."قلت: وهذه متابعة قوية؛ فإن المستمر هذا ثقة من رجال مسلم، وهو وإن كان أوقفه؛ فلا يضر؛ لأنه فى حكم الرفوع؛ لان مثله لا يقال من قبل الرأى، لا سيما وقد تابعه أيضا أبو جناب عن أبى الجوزاء ...به مرفوعاً، كما فى "البيهقى "(۵۲/۳)لكن أبو جَنَاب -واسمه يحيى بن أبى حَيَّة -ضعفوه لكثرة تدليسه.وقد وصله الخطيب(ق ۲. ۱/۱۹۹)من طريق القاسم بن الحكم عنه ...به؛ لكنه أوقفه على ابن عباس، وأدخل بينه وبين أبى الجوزاء :محمد بن جُحَادة . وتابعه يحيى بن عقبة بن أبى العَيُزَارِ عن محمد بن جُحَادة عن أبى الجوزاء قال :قال لى ابن عباس ...به؛ لكنه رفعه. أخرجه الطبرانى فى "الأوسط(۱/۶۴/۱) "وعنه الخطيب . لكن ابن أبى العيزار هذا متهم بالكذب .والحديث أخرجه الخطيب(۲۰۲/۲)والبيهقى كلاهما من طريق المصنف ...به؛ لكنهما لم يذكرا فيه قوله :قال النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ ...لكن كلام المصنف عقب الحديث يشعر بأنه مرفوع عنده؛ لأنه أخذ يبين أن المستمر خالف عمرو بن مالک فأوقفه. والله أعلم(صحيح ابى داوُد، ج۵ ص ۴۳، ۴۴،باب صلاة التسبيح)

Idara Ghufran

مقالات و مضامین (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۲۵)

مفتی محمد امجد حسین

حلقۂ نور میں پابندِ سلاسل ہُوا میں

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ آمَنُوا یُخرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّورِ وَالَّذِینَ کَفَرُوا أَوْلِیَاؤُھُمُ الطَّاغُوتُ یُخرِجُونَھُمْ مِنَ النُّورِ إِلَی الظُّلُمَاتِ أُولٰئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیھَا خَالِدُونَ (سورة البقرة،آیت ۲۵۷)

مطلب:...... ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء (مددگار وحمایتی) شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

پہلے اس آیت کے اہم کلمات کی قدرے وضاحت ملاحظہ ہو:

(۱)......ولی: دوست، مددگار، حمایتی، کام بنانے والا (کارساز)، امور کا محافظ (اس کی ضد ''عدو'' ہے جس کا معنیٰ ہے دشمن، مخالف) اسی مادے سے لفظِ مولیٰ ہے، **اللہ مولٰکم نعم المولٰی و نعم النصیر** (اللہ تمہارا مولیٰ (آقا) ہے، کیا خوب آقا ہے کیا خوب مددگار ہے)

(۲)......''**الّذین آمنوا**'' سے کون مراد ہے؟ صاحبِ روح المعانی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

من اراد الایمان ،اوثبت فی علمه تعالیٰ ایمانه او آمن بالفعل(روح المعانی ج۲ جزء ثانی ص ۱۴)

کہ (الف) جو عملاً مومن ہوں (یعنی سب مخلص مسلمان) (ب) جن کا ایمان لانے کا ارادہ ہو۔ [۱] (ج) اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر اور اللہ کے ازلی ابدی علم میں جن لوگوں کا آئندہ مسلمان ہونا لکھا ہے۔ [۲] خواہ اس وقت وہ اسلام کے سخت مخالف ہی کیوں نہ ہوں اور ان کا اسلام کی طرف آنے کے ظاہری اسباب بھی بظاہر نظر نہ آ رہے ہوں۔

---

[۱] بہتیرے سلیم الفطرت لوگ ہر زمانے میں ایسے ہوتے ہیں جن کو پیدائشی طور پر ایمان کی دولت حاصل نہیں ہوتی، وہ دوسرے مذاہب سے نسلاً یا قوماً وابستہ ہوتے ہیں، لیکن کسی داعی الی اللہ کی دعوت سے، یا اللہ کی قدرت و وحدانیت کی نشانیوں کو ملاحظہ کر کے اور ان میں غور و فکر کر کے، یا تقابلِ ادیان کے مرحلے سے گذر کر، یا قرآنِ مجید کا خالی الذہن ہو کر مطالعہ کرنے سے وہ اسلام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، پھر ایک دن ان کو ایمان کی توفیق بھی مل جاتی ہے، مغربی قوموں میں اس زمانے میں اسلام کا یہ معجزہ زوروں پر ہے اور اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔

[۲] دورِ نبوی میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں، مثل ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، حضرت ہندہ، وحشی بن حرب رضی اللہ عنہم اور بعد کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)......"والّذین کفروا" کا اطلاق کن کن لوگوں پر ہوتا ہے؟ روح المعانی میں لکھا ہے:

أی ارادوا الکفر او ثبت کفرھم فی علمہ سبحانہ وتعالیٰ او کفروا بالفعل(حوالہ سابق)

(الف) یعنی جو عملاً کافر ہیں (ب) جو کفر میں جانے کے لیے پر تول رہے ہیں۔ ۱؎

(ج) آئندہ جن کے مقدر میں اسلام سے محرومی لکھی ہے، کفر، زندقہ، ارتداد، الحاد کی کسی گھاٹی میں گھر کر اسلام سے پھر جانا جن کے لیے اللہ کی کتاب میں مقدور ہے، والعیاذ باللہ منہ۔

(۴)......"النور" نور کی توضیح اس موقع پر روح المعانی ۲؎ **میں بایں الفاظ ہے:**

"أی نور الایمان ،او نور الطاعات ،او نور الایقان بمراتبہ"

(الف) ایمان کا نور (ب) اللہ ورسول کی طاعت اور اعمالِ صالحہ کی نورانیت ومٹھاس (ج) ذوق یقین یا شوق ومحبت کا نور کہ اس کا جو جو درجہ ومرتبہ جس جس کو حاصل ہو تو ذوق وشوق کے ہر درجے کی اپنی ایک خاص حلاوت، طمانیت اور نورانیت ہوتی ہے، یقین وشوق کے اس درجے کے مناسب وہ نورانیت اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

سب ادوار میں بھی اس کی مثالیں تاریخ میں ملتی ہیں، خصوصاً تاتاریوں کا پورے عالمِ اسلام کو تہہ وبالا کر کے فاتحِ عالم بن کر پھر ان کی دوسری یا تیسری نسل کا پکے ہوئے پھل کی طرح اسلام کے آغوشِ رحمت میں آ گرنا، اور آٹھویں صدی ہجری سے اسلام کے نشأۃ ثانیہ کا ایک نیا سلسلہ شروع ہونا تاریخی واقعہ اور عجائباتِ عالم میں سے ہے، مشہور مستشرق ڈاکٹر آرنلڈ کی "پریچنگ آف اسلام" کے مطالعے سے واضح ہوگا کہ اس محیّر العقول تاریخی واقعہ کو غیر مسلم کس حیرت افزا نظر سے دیکھتے ہیں، آج کے دور میں تو اس باب کے محیّر العقول واقعات نے مغرب کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، سپین، سوئیزرلینڈ وغیرہ میں گذشتہ عشرے سے "ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً" کا منظر سامنے آنا شروع ہوگیا ہے، لیکن طاغوتی کنٹرولڈ میڈیا سے آپ توقع نہ رکھیں کہ یہ امران کو آسانی سے ہضم ہوگا، لہٰذا اس حقیقت کو جھٹلانے، دبانے اور حق واہلِ حق کی مٹی پلید کرنے کے کام میں یہ سارا کنٹرولڈ میڈیا جتا ہوا ہے، خصوصاً الیکٹرانک میڈیا، انڈیا میں بابری مسجد پر پہلی کدال چلانے والا آج ایک صوفی صافی درویش مسلمان بن چکا ہے (ملاحظہ ہو انڈیا کے عظیم داعی الی اللہ مولوی کلیم صدیقی کی کتاب "نسیمِ ہدایت کے جھونکے")

اسلام کی فطرت کو قدرت نے لچک دی ہے　　　اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

۱؎ کفار کی مادی خوش عیشیاں، مکر واستحصال کے زور پر حاصل ہونے والی ان کی تہذیبی ترقیاں، تمدنی فتح مندیاں دیکھ دیکھ کر جن نام نہاد مسلمانوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، منہ سے رال ٹپکنے لگتی ہے، بلی کے خواب چھیچھڑے کے مصداق جن کو کفر واہل کفر کے طور طریقے، طرز بود وباش، کلچر وثقافت، وضع قطع اور حرام حلال، جائز وناجائز حد بندیوں سے ماوراء کفار کے سود پر استوار اقتصادی ڈھانچے اور معاشی ومعاشرتی سسٹم کو اپنانے، پھیلانے اور عام کرنے میں ہی مسلمانوں کی ساری پستیوں کا علاج نظر آتا ہے، خواہ اس کے نتیجے میں اسلام کو سلام ہی کرنا پڑے، یہ لوگ اس بات سے ڈریں کہ ان حرکتوں کے نتیجے میں کہیں ایمان سے محروم نہ ہو جائیں۔

۲؎ میرے سامنے اس وقت روح المعانی کھلی ہوئی ہے میں اس سے لکھ رہا ہوں، ورنہ ابنِ کثیر، طبری، قرطبی، خازن، ابو سعود، بغوی، تفسیر کبیر لرازی اور صاحبِ کشاف سب مفسرین نے یہاں اپنے اپنے انداز میں بہت کچھ لکھا ہے۔

طمانیت اللہ پاک اس یقین کے حامل اور ذوق محبت سے سرشار مسلمان کے دل کی گہرائیوں میں اتار دیتے ہیں، جس سے اس کے انگ انگ میں اور اس کے روح و بدن میں روحانی انبساط اور ایمانی کیف و سرور کی بجلی دوڑتی پھرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کے ایمان کو سلامت رکھیں، ہر ہر مسلمان کو ایمان کا جو جو درجہ، ذوق یقین کا جو جو مرتبہ حاصل ہے اس کے مناسب یہ ایمانی حلاوت اور روحانی طمانیت بھی اسے حاصل ہوتی ہے، پھر جیسے جیسے اخلاص کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی مسلمان کو توفیق ہوتی جاتی ہے، ہر عملِ صالح کی ادائیگی کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی دل کی گہرائیوں میں ایک فرحت وانبساط اور ایک گہری آسودگی واطمینان محسوس ہوتا ہے جس کو بیان کرنے سے لغت وزبان قاصر ہے، یہ کیفیات اسی نور کا مصداق ہیں۔ [۱]

(۵)......"الظلمٰت": ظلمٰت کفر ونافرمانی اور اللہ تعالیٰ سے بُعد کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تمام روحانی حجابات اور معنوی تاریکیوں کی جملہ اقسام کو شامل ہے۔ [۲]

(الف) مثلاً مشاہدہ ذات وصفات، ذوق یقین اور روحانی وجدان وشعور جو کثرت ذکر اور دوامِ طاعت (شریعت کے احکام کی مسلسل اطاعت کے اہتمام) کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں، یہ نور ہے اس کے مقابلے میں محض عقلی دلائل کا انبار جمع کرنا اور بغیر دوامِ طاعت کے شرعی احکام کو محض عقلی حکمتوں و مصلحتوں کے تابع کرنا اور عقلِ حیوانی کی اس جمع پونجی پر قناعت کر کے بیٹھ جانا جیسا کہ غالی متکلمین، ظاہر پرست اہل علم اور نام نہاد روشن خیال تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شیوہ ہے، جنہوں نے دین اسلام کو زندگی گذارنے کا ایک منظّم دستورِ حیات مان کر اپنی زندگی کو اس کے احکام کے تابع کرنے کے بجائے عملاً دین کو ذہنی عیاشی اور عقلی فلاسفی کی ایک ڈگڈگی بنا رکھا ہے، تو عقلی فلاسفی اور منطقی وکلامی دلائل کی یہ ساری جمع پونجی بھی اطاعت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے باطنی وجدان اور مقامِ مشاہدہ کی بنسبت ایک تاریکی ہے، ایک حجاب ہے، جس کا ازالہ دوامِ طاعت کے ذریعے مشاہدے کے نور میں آنے کے ساتھ ہی

---

[۱] ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یا نہیں؟ یہ ایک معرکۃ الآراء کلامی مسئلہ ہے، جمہور متکلمین اور احناف کے نزدیک ایمان ایک بسیط اور نا قابلِ تجزی چیز ہے جو خود گھٹتی بڑھتی نہیں لیکن ایمانی کیفیات، ایمان کی مٹھاس، ایمان کی نورانیت وطمانیت اور روحانی انبساط اعمالِ صالحہ اور دوامِ طاعت کے ساتھ ضرور بڑھتا ہے، جبکہ گناہوں اور نافرمانیوں کے ساتھ ایمان کی یہی نورانیت زنگ آلودہ اور مدہم ہوتی چلی جاتی ہے۔

[۲] والأولى أن يحمل الظلمات على المعنى الذى يعم سائر أنواعها ويحمل النور أيضا على ما يعم سائر أنواعه، ويجعل فى مقابلة كل ظلمة مخرج منها نور مخرج إليه حتى إنه سبحانه ليخرج من شاء من ظلمة الدليل إلى نور العيان، ومن ظلمة الوحشة إلى نور الوصلة، ومن ظلمة عالم الأشباح إلى نور عالم الأرواح إلى غير ذلک (روح المعانی ۲/جز۲ ص۱۴ امدادیہ ملتان)

ہوسکتا ہے، ورنہ ان عقل پرستوں کی زندگی اسی تاریکی وحجاب میں ہی گذر جاتی ہے اور پھر بھی یہ مطمئن رہتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑا کچھ ہے، ہم دانائے روزگار اور افلاطونِ زمانہ ہیں، بندہ کے ذوق میں قرآن مجید کی ذیل کے دو آیتوں کی عموم میں عقلی وکلامی دلائل کے یہ غلام، ذوقِ طاعت سے محروم طبقات بھی (بطور اعتبار کے) شامل ہیں۔

يَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا. وَهُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ (سورۃ الروم ،آیت ۳۰)

یہ لوگ تو دنیاوی زندگی کا ایک ہی ظاہری (اور مادی) پہلو جانتے ہیں (اور بس) اور آخرت سے بالکل غافل (وبیخبر) ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ (سورۃ المؤمن، آیت ۸۳)

یعنی ''جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول (رسولوں کے بعد ان کے نائبین علماء واولیاء) کھلی نشانیاں (واضح دلائل) لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم (عقلی وحسی دلائل پر مبنی مادیات کے علم) پر اِترانے لگے، بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی''

خرد کھوگئی ہے چار سو میں — نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ وبو میں
امان شاید ملے اللہ ہو میں — نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی

(ب) عالمِ ارواح ایک نور ہے، اس کے مقابلے میں عالمِ ناسوت اور عالمِ مادی، عنصری کائنات (یہ دنیا) ایک تاریکی ہے، تو جس کو روحانی عالم سے کچھ بھی مناسبت وتعلق اور واقفیت نہ ہو (جو دوامِ اطاعت اور کثرتِ ذکر سے پیدا ہوتی ہے) مادیات ومحسوسات کے دبیز پردے ہی اس کے دل پر چڑھے ہوں اور اس کی آنکھوں پر بندھے ہوں اور مادی ودنیوی اسباب واشیاء ہی کے گرد اس کی زندگی گھومتی ہو، اس کے روز وشب گذرتے ہوں، اس کا لڑکپن، شباب اور بڑھاپا اس کی نذر ہورہا ہو، کہ رہنے سہنے، کھانے پینے، اوڑھنے بچھونے کے اچھے سے اچھے ساز وسامان ہوں، دولت وشہرت، جاہ ومنصب میں وہ آگے سے آگے بڑھے، یہی ادھیڑ بن اور سوچ وفکر اس کی ساری انسانی صلاحیتوں کو اپنے گرد گھمائے اور ان فانی و مادی فوائد کے حصول میں ساری زندگی تج دے تو یہی وہ شخص ہے جو مادیات وناسوتی عالم کی تاریکی میں گھرا ہوا ہے اور عالمِ ارواح کی لامحدود وسعتوں اور شادمانیوں سے بے خبر ہے۔

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق — تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں — تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

(۵)....."طاغوت" شیطان اور سب شیطانی قوتیں، شر کے علمبردار، ایک اللہ کے باغی، خدا کے مقابلے میں اپنے ازم و نظام کو زندگی کا مکمل فلسفہ قرار دلوانے اور خدا کے بندوں سے اپنا کلمہ پڑھنے پر اصرار کرنے والے انسانی افراد و طبقات۔

نکتہ:

آیت میں "نور" کا لفظ مفرد آیا ہے، اور "ظلمٰت" کا لفظ جمع کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوا ہے، محققین اہل تفسیر نے اس میں یہ راز پایا ہے۔ [۱]

کہ یہ نور ذات وحدہ لاشریک سے جاری ہوتا ہے اور حاملین حق کے قلوب و ارواح پہ طاری ہوتا ہے، تو ذات وحدہ کی طرح یہ نور بھی بے مثل و بے نظیر اور یکتا و منفرد ہے، شئون و اَلوان کے تعدد و اختلاف کے باوجود اس میں ایک انفرادیت و وحدانیت کی شان پائی جاتی ہے، جبکہ گمراہی و تاریکی کے سلسلے دنیا میں بہت ہیں، اور ان میں سے جس تاریکی میں جو مبتلا ہوتا ہے وہی اس کے لیے ایک طرح سے ضلالت کا منبع و سرچشمہ ہوتا ہے جس کے آگے اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری — انداز بدلتے رہتے ہیں کوفی و شامی

مثلاً شیطان کے وساوس گمراہی و تاریکی کا ایک بڑا سرچشمہ ہے، نفس کی خواہشات اور خیالات بھی تاریکی کا ایک بڑا منبع ہے، پھر ان کے ذیلی سلسلے ہیں جیسے نفس و شیطان کے بے دام غلام وہ انسانی افراد و طبقات جن پر شیطانی وساوس کا جادو ایسا سر چڑھ کر اپنا رنگ جما چکا ہوتا ہے کہ وہ شیطانی وساوس سے اپنے عقائد و نظریات اور طرزِ زندگی کا پورا ڈھانچہ اور سسٹم تشکیل دے دیتے ہیں، گویا کہ شیطانی وساوس جیسی ایک بے بنیاد اور کم زور چیز عقیدہ و نظریہ بن کر ان اغواء شدہ انسانی طبقات کے لیے پورا ایک دستور حیات بن جاتا ہے، اور پھر اس میں رنگ ان کے نفسانی خواہشات اور اباحت پسندی پر مبنی بے مہار آزادی کا سفلی جذبہ بھرتا ہے، ان دو کمزور بنیادوں پر استوار ہو کر مختلف سفلی معاشرے، تمدن اور تہذیبیں وجود میں آتی ہیں، ایک عرصے تک اس سفلی تمدن اور مادی تہذیب (جن کی بنیاد شیطانی وساوس اور نفس کے سفلی خواہشات پر

---

[۱] وأفرد النور لوحدة الحق كما أن جمع الظلمات لتعدد فنون الضلال، أو أن الأول إيماء إلى القلة والثاني إلى الكثرة(روح المعانی ۲/جز۲ ص۱۴ امدادیه ملتان)

اٹھائی گئی تھی) کے زیرِ اثر رہنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کا پورا نظام مرتب کرنے کے بعد اس کے حاملین اسے نیچر اور فطرت کا نام دے دیتے ہیں، روایات اور اقدار کا نام دے دیتے ہیں، یا اباحت پسندی اور ہر طرح کے قیود سے آزادی کا جذبہ زیادہ جوش مارے تو عقلِ حیوانی کے حاملین دہری و مادہ پرست بن جاتے ہیں اور بے خدا کائنات اور بحث واتفاق پر مبنی سلسلہ موجودات کے راگ الاپنے لگتے ہیں، جس میں صحیح یا غلط کسی مذہبی وابستگی یا روحانی اعتقاد کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ ان کے زعم میں جو کچھ نظر آ رہا ہے، جو کچھ محسوس ہوتا ہے جو کچھ مادی وجود رکھتا ہے وہی ثابت ہے وہی صحیح اور وہی سائنس و نیچر ہے، وہی عقل ودانش ہے، اس کے ماوراء سب دیوانگی ہے وہم پرستی ہے انتہاء پسندی ہے تنگ نظری ہے۔

اس نظریہ اور فلاسفی کی بنیاد پر پھر کمیونزم وجود پاتا ہے، سیکولرازم فروغ پاتا ہے، لبرل ازم اور فاشزم وجود میں آتے ہیں، کیپٹل ازم میدان میں آتا ہے، اور ان سب ظلمت کے سلسلوں کے لیے عقلِ حیوانی کے حاملین پھر مادی عقلیت پر مبنی دلائل کے انبار لگا لیتے ہیں اور ظلمت کے متنوع سلسلوں میں سے ہر ہر سلسلے کے حاملین خاص اس سلسلے کو کائنات کی سب سے بڑی حقیقت، انسانی تمدن کی سب سے صحیح شکل قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں، اور ان مختلف ازموں اور نظاموں والوں کے ہاتھ میں حکومت واختیار آ جائے تو ڈنڈے کے زور پر اور فساد اور بگاڑ کے راستوں سے پوری قوم بلکہ ساری انسانیت سے اپنے اس سفلی و ظلمانی ازم اور نظام کا کلمہ پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں۔

حاصل کلام ...... اللہ تعالیٰ تو اہل ایمان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاتے ہیں، اور طاغوت اپنے پیروکاروں کو روشنی سے اندھیروں میں لے جاتا ہے، یعنی اہل ایمان اور اہل کفر اپنے وسیع معنیٰ میں اور اسی طرح ظلمت ونور اپنے وسیع معنیٰ میں جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری۔

اس آیت کا اپنے معاصر حالات پر انطباق کے سلسلے میں ابھی آئندہ ہم نے کچھ عرض کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں شامل رکھیں جو "**الّذین آمنو**" کا مصداق ہیں اور جن کے لیے "**یخرجھم من الظلمٰت الی النور**" کا ربانی وعدہ ہے نہ کہ ان لوگوں میں جو فی الحال یا فی المآل "**الّذین کفروا**" کا مصداق ہیں اور جن کے سرخیل طواغیت ہیں جو ان کو "**یخرجونھم من النور الی الظلمٰت**" کی مہیب ومہلک گھاٹیوں میں اتارتے ہیں، افتخار عارف کے بقول ؎

میں نے ایک سلسلہ نور میں بیعت کی تھی　　　حلقۂ نور میں پابند سلاسل ہوا میں

Idara Ghufran

نظارۂ وطن

مفتی محمد امجد حسین

سفر کندیاں و کالا باغ (تیسری و آخری قسط)

مجھے چونکہ کالا باغ پہنچتے پہنچتے دن کے گیارہ ہو چکے تھے، اور دن ہی دن میں مجھے یہاں سے میانوالی اور میانوالی سے راولپنڈی کا سفر شروع کرنا تھا، اس لیے میں کالا باغ میں نہ ٹھہر سکا، ورنہ یہاں میری دلچسپی کی کئی چیزیں تھیں، مثلاً نمک کی کان، یہاں کی پرانی تعمیرات، ریسٹ ہاؤس، نواب کالا باغ کے آثارِ باقیہ، یہاں کے لوگوں کا طرز بود و باش، ان کا سرائیکی سٹائل اور زبان، یہاں کے گھریلو صنعتوں کے نمونے، نمک کی آرائشی مصنوعات، لوہے کے برتن و ظروف، دستی پنکھوں اور چٹائیوں کی گھریلو صنعت کاری کے مظاہر و نمونے۔

اس لیے میں بازار سے گزرتے گزرتے اچٹتی نظر سے دوکانوں میں ہی سجی بعض چیزیں دیکھ سکا، اور بازار ہی سے ایک چن چی رکشے پر سوار ہو کر اگلے موضع کے بازار میں اترا جہاں دوراہا ہے، اس دوراہے پر یہ کالا باغ والی روڈ بنوں والی سڑک سے مل جاتی ہے، جو جناح بیراج پر سے گزر کر آتی ہے، دوراہے پر اتر کر میں بنوں سے آکر میانوالی [1] جانے والی ہائی ایس پر بیٹھا۔

---

[1] میانوالی کی تاریخ و جغرافیہ پر ایک اجمالی نظر: ......میانوالی کا حدود اربعہ کچھ یوں ہے کہ اس کے شمال مشرق میں ضلع اٹک، شمال مغرب میں کوہاٹ، مغرب میں ضلع بنوں مشرق میں خوشاب اور جنوب میں بھکر کے اضلاع ہیں، زمین کی سطح کے لحاظ سے اسے تین کیٹیگریوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، پہاڑی علاقہ، میدانی علاقہ اور تھل کا ریتلا علاقہ، دریائے سندھ یہاں کے بڑے رقبے کو سیراب کرتا ہے، اس کے علاوہ کچھ موسمی نالے بھی یہاں ہیں، یہاں کی نہریں یہ ہیں: نہر نمل ڈیم، نہر دلیوالہ، نہر مہاجر، نہر کس۔

میانوالی 1901ء میں ضلع بنا، اس سے پہلے یہ ضلع بنوں کا حصہ تھا، یہ دو تحصیلوں میانوالی اور عیسیٰ خیل پر مشتمل ہے، یہاں کندیاں اور واں بچھراں میں جنگلات کا کافی رقبہ ہے، جس میں شیشم، کیکر، پاپلر اور سنبل کے درخت پائے جاتے ہیں، گندم، چنا، مونگ پھلی اور گنا یہاں کی بڑی فصلیں ہیں، معدنیات میں سے نمک، کوئلہ، لوہا، چونے کا پتھر، شیشہ ریت اہم ہیں، یہاں مٹی کے برتن، گھڑے، صراحیاں، ہنڈیاں بنتی ہیں، یہاں کے کھیس بھی مشہور ہیں۔

یہاں کا طرز بود و باش قبائلی نوعیت کا ہے، یہاں کے لوگ نیازی قبیلے کی مختلف شاخوں سے تعلق رکھتے ہیں، نیازی اصلاً افغان ہیں، ان کی یہاں آمد 1400ء سے شروع ہوتی ہے، اس سے پہلے یہاں گکھڑوں کی شاندار اور جاندار تاریخ کا زمانہ گذرا ہے، جو پوٹھوار کے ساتھ ساتھ اس پورے علاقے کے بھی حاکم تھے،، گو یہاں جاٹ، کھوکھر، جنجوعہ (راجپوت) اور کیل اڈار بھی تھے، لیکن غلبہ و تسلط جابر و قاہر گکھڑوں کا ہی تھا، جو یہاں کسی مہم جو اور طالع آزما کو دم نہیں لینے دیتے تھے، نیازیوں کے یہاں آنے اور آباد ہونے کے بعد بھی انہوں نے شاندار دور گذارا ہے، کالا باغ، کندیاں، تلہ گنگ، دھن کوٹ میں گکھڑوں کے بڑے عظیم الشان اور مستحکم قلعے تھے، نیازیوں کی آمد کے بعد بھی گکھڑ یہاں کے حکمران رہے، نیازیوں کے ساتھ ان کی چپقلش چلتی رہی، تا آنکہ 1738ء میں نادر شاہ درّانی بنوں

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جو یہاں سٹاپ کرتی ہیں، اور سواریاں اترتی چڑھتی ہیں، ہائی ایس میں میرا یہ بیٹھنا محض اتفاقی تھا، کیونکہ یہ لانگ روٹ کی گاڑی ہوتی ہے، جو یہاں سے میانوالی کی سواریاں اٹھاتی ہے، جب کہ میں نے محض دو تین کلومیٹر آگے جناح بیراج پر اترنا تھا جو کہ کوئی مستقل سٹاپ بھی نہیں۔

جناح بیراج پر سے دریائے سندھ کا نظارہ

جناح بیراج پر بھی آر پار دونوں طرف سیکورٹی پولیس چوکیاں بنی ہوئی ہیں، جہاں گاڑیاں رک کر، سواریاں شناختی پریڈ سے گزر کر آر پار آتی جاتی ہیں، چشمہ بیراج کے برخلاف میں یہاں جناح بیراج پار کر کے بالکل لبِ دریا پل کے دہانے پر گاڑی سے اترا، پولیس چوکی ابھی آگے تھی، یہ چالاکی میں نے اس لیے کی کہ میں پیدل بیراج کو عبور کرنا چاہتا تھا، اور عبور کرتے کرتے سپل وے کے آہنی گیٹوں سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے، طغیانی سے بھرپور پانی کے ریلوں اور موجوں کا نظارہ کرنا چاہتا تھا، جب کہ دریا کے آر پار

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ کے راستے سے اپنے لشکر کے ساتھ یہاں آن وارد ہوا، اس نے گکھڑ سرداروں کی کمر توڑ دی، کندیاں میں گکھڑوں کا بڑا قلعہ تھا جس میں دولت کے انبار تھے، ہیرے جواہرات کے خزانے تھے، یہ سب درانی کے ہاتھ لگے، بعد میں 1748ء تا 1761ء کے دوران احمد شاہ ابدالی کی فوجوں نے رہی سہی کسر پوری کر دی، احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہو کر نیازی قبائل بڑی تعداد میں یہاں آئے، کالا باغ کے مقام پر دریائے سندھ کو عبور کر کے، گکھڑوں کے ساتھ انہوں نے دو دو ہاتھ کیے، تا آنکہ یہ پورا علاقہ انہوں نے ہتھیا لیا، اس کے بعد گکھڑ کچھ تو ان جنگوں کے نتیجے میں کچھ برضا و رغبت اس علاقے کو چھوڑ چھوڑ کر پوٹھوار اپنے اصل علاقے کی طرف منتقل ہوئے، چنانچہ آج بھی گکھڑ راولپنڈی، جہلم، چکوال، اٹک، خانپور، ہری پور تک پھیلے ہوئے ہیں (خانپور ہزارہ کے راجہ سکندر زمان نامی گرامی گکھڑ ابھی گزرے ہیں) نیازیوں کا قبائلی طرز یہاں کے مختلف جگہوں کے ناموں سے بھی نمایاں ہوتا ہے، چنانچہ عیسیٰ خیل تو خود پوری تحصیل کا نام ہے، اس کے علاوہ مختلف دیہات وقصبات کے نام یہ ہیں: موسیٰ خیل، داؤد خیل، ملا خیل، شہباز خیل، پائی خیل، بوڑی خیل، اسی طرح محلوں کے نام عالم خیل، پنوں خیل، زادے خیل، خنکی خیل، یارو خیل وغیرہ ہیں، داؤد خیل اس علاقے میں ایک صنعتی علاقہ ہے، جہاں میپل لیف سیمنٹ فیکٹری، کھاد کی فیکٹری، پنسلین فیکٹری اور کیمیکل کے کارخانے ہیں، داؤد خیل سے شمال کی طرف کالا باغ کے راستے میں ماڑی انڈس مشہور قصبہ ہے، ماڑی انڈس سے میانوالی کی ریلوے لائن ایک طرف (جنوب میں) داؤد خیل، میانوالی (شہر) کندیاں، پیپلاں اور آگے بھکر کو جاتی ہے تو دوسری طرف شمال میں ماڑی انڈس سے ایک چھوٹی لائن کالا باغ، عیسیٰ خیل سے ہوتی ہوئی آگے بنوں کو چلی جاتی ہے۔

میانوالی کی مشہور شخصیات جن کا کسی بھی حوالے سے اہل وطن میں تعارف اور ایک نام ہے ان میں سے قابلِ ذکر یہ ہیں:۔ مولانا عبد الستار خان نیازی مرحوم (جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ)، کوثر نیازی مرحوم، پروفیسر محمد اسلم (مشہور مؤرخ) عمران خان (مشہور کھلاڑی اور شوکت خانم ہسپتال کے بانی)، ڈاکٹر غلام یٰسین نیازی، امیر عبد اللہ خان روکھڑی، ڈاکٹر اکرام اللہ خان نیازی، عطاء اللہ خان عیسیٰ خیلوی (گلوکار) اور چشمِ بد دور جنرل اے کے نیازی جنہوں نے 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں ڈھاکہ میں ہتھیار ڈال کر سقوطِ مشرقی پاکستان کے سانحے میں آخری کیل ٹھونکے تھے

مسلمان مرجائے تو شہید، زندہ رہے تو غازی ۔۔۔ اور جو ہتھیار ڈالے وہ جنرل نیازی

سنا ہے اُن دنوں نیازیوں نے شرم کے مارے اپنے نام سے نیازی کا لاحقہ اڑا دیا تھا۔

چوکی سے پہلے یا بعد میں گاڑی سے اترتا تو اِدھر والے اُدھر اور اُدھر والے اِدھر پیدل مٹر گشت کی اجازت کبھی نہ دیتے، یہ تلخ تجربہ مجھے چشمہ بیراج پر ہو چکا تھا، جہاں میں گاڑی سے چوکی سے پہلے اتر گیا تھا، نتیجتاً میں بیراج کو پیدل عبور نہ کر سکا تھا، اب میں دوبارہ وہی ''شریفانہ'' حرکت کر کے اپنی تفریح کے رنگ میں بھنگ ڈالنے کے لیے ذہنی طور پر بالکل تیار نہیں تھا، ورنہ اپنے ساتھ کیا ہوا عہد ''مزہ نہ آئے تو پیسے واپس'' کیسے ایفا کرتا؟ بیراج کے اوپر کھڑے ہو کر پانی کی طغیانی اور دریا کے بہاؤ کا نظارہ بڑا دلفریب نظارہ تھا، ایسا نظارہ کہ پانی کے ساتھ ساتھ دل بھی بلیوں اچھلنے لگے، اور طبیعت متلاطم ہو جائے ؎

میرے دریا کے موجوں کی طغیانی نہیں جاتی
ہزاروں شاخ میں تقسیم کر ڈالا محبت نے مگر

مولانا ظفر علی خاں مرحوم یاد آ گئے (اخبار زمیندار والے، وفات 1956ء)، جنہوں نے بیسویں صدی کے نصف اول میں سیاست وصحافت میں طوفانی کردار ادا کیا، خصوصاً 1920ء کے بعد کا زمانہ جو بدیسی برٹش سامراج کے خلاف آزادی کی تحریکوں کے ابھرنے، اور دو عالمگیر جنگوں کے نتیجے میں عالمی سیاست میں ڈرامائی اور انقلابی تبدیلیوں کا دور ہے، مرحوم صحافت کے میدان کے رستم کہلاتے تھے (شورش کاشمیری کو سہراب قرار دیتے تھے) برٹش حاشیہ نشینوں، بدیسی حکمرانوں کے دیسی بہی خواہوں کے خوب لتّے لیتے تھے، یہ غالباً انہی کا شعر ہے ؎

کچھ لوگ ابھی تک ساحل پہ کھڑے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں
اے موجِ حوادث ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے

آبِ رواں کبیر! تیرے کنارے کوئی......

علامہ اقبال نے دورانِ سیاحت قرطبہ [۱] (اندلس) کے دریا وادالکبیر کے کنارے کھڑے ہو کر برٹش غلامی کے دور میں مسلمانوں کے جس سنہرے مستقبل کا خواب دیکھا تھا، جس آزاد اور خود مختار عالمِ اسلام کا سپنا ان کے چشم تصور نے ملاحظہ کیا تھا، میں شش وپنج میں ہوں کہ مملکت خداداد پاکستان اور 57 کے لگ بھگ ممالک پر مشتمل اسلامی بلاک (جن میں بیشتر نے بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں سامراج سے آزادی اور خود مختاری حاصل کی) کے آئین ودساتیر، ان کے ریاستی سسٹم، ان کے طرز سیاست اور

---

[۱] اندلس مرحوم کا عروس البلاد جہاں مسلمانوں نے آٹھ سو سال حکومت کر کے اسلام کی آفاقی تمدن کی ضیاء پاشیوں سے چہار دانگ عالَم کو بقعہ نور کیا، اور یورپ کو منور کیا، یورپ نے اندلس سے علم وفن اور سائنس وٹیکنالوجی کی روشنی پا کر بدلے میں عالَمِ اسلام میں اندھیروں کا فسوں پھونکا اور نوآبادیات واستبداد کا دام تزویر بچھا کر اسلامی دنیا میں اندھیر مچایا۔ بالِ جبریل میں ''مسجدِ قرطبہ'' کے عنوان سے اقبال کی طویل نظم ہے جو قرطبہ میں لکھی گئی، نظم کیا ہے ملتِ بیضاء کے ماضی مرحوم کا دلدوز مرثیہ ہے، جو خونِ جگر سے لکھا گیا ہے۔

اس کے نتیجے میں عالم اسلام کی موجودہ صورتحال سے اقبال کے خواب کو تعبیر مل گئی یا نہیں؟

گاہے گاہے باز خواں

آؤ کہ ہم شیر دریا (دریائے سندھ کا ایک نام) کے ایک بڑے برج پر کھڑے ہو کر اپنے جذبات کو اقبال کی زبان دیں، وہ اگر مستقبل کا خواب تھا تو یہ شاید ماضی کا مرثیہ ہو، ویسے بھی انہوں نے کہا ہے ؎

گر تازہ میخواہی داشتن داغہائے سینہ را — گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را
آبِ رواں کبیر! تیرے کنارے کوئی — دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالم نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں — مری نگاہوں میں ہے اسکی سحر بے حجاب
پردہ اٹھادوں اگر چہرۂ افکار سے — لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب
جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی — روحِ امم کی حیات کشمکش انقلاب
صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم — کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

(بال جبریل 19)

جناح بیراج 1946ء میں بنا ہے، اسے کالا باغ بیراج بھی کہتے ہیں اس کے 57 آہنی گیٹ ہیں (جبکہ چشمہ بیراج کے 52 ہیں) جن میں سے ہر ایک کی چوڑائی (اپنے ستون سمیت اندازاً) 65 فٹ کے قریب ہوگی، اس کے بننے سے میانوالی [1] کی اہمیت کہیں سے کہیں جا پہنچی تھی، پھر بعد میں چشمہ بیراج بھی میانوالی ہی کے حصہ میں آیا (اور کالا باغ کا مجوزہ ڈیم بھی میانوالی میں بنے گا)

اس بیراج کی لمبائی ایک کلومیٹر سے بھی زیادہ بنتی ہے، اور یہی دریا کے پاٹ کی چوڑائی ہے، مجھے بیراج کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک عبور کرنے میں تقریباً 25 منٹ لگے ہونگے، بیراج عبور کر کے میں نیچے دریا کے کنارے آیا، گرمی لگ رہی تھی، ساحلی پٹی پر کم گہرے پانی میں آدھ گھنٹے تک نہاتا رہا، معمولی

---

[1] میانوالی سرائیکی علاقے کا اہم حصہ ہے۔ کچھ عرصہ سے لسانی بنیادوں پر سرائیکی صوبہ کی تحریک زور پکڑ رہی ہے، اس تحریک کو اُٹھانے، چلانے والے بعض سیاست دان، قانون دان، اور دانش ور ہیں، اس تحریک کے کرتا دھرتا چاہتے ہیں کہ سرائیکی بولی کے علاقوں ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، بہاول پور ڈویژن (جس میں رحیم یار خان، ضلع بہاول نگر وغیرہ شامل ہیں) بھکر، لیّہ اور میانوالی کو الگ کر کے ایک پانچواں صوبہ بنایا جائے۔ ملک کے سنجیدہ و فہمیدہ طبقات محض لسانی بنیادوں پر اس طرح الگ صوبوں کی تحریک کو ملکی وحدت و سالمیت کے لئے خطرناک قرار دے رہے ہیں۔ پہلے ہی قومیت، علاقائیت اور نسل و لسانیت کا عفریت ملک میں ننگا ناچ دکھا رہا ہے، اور پاکستان کے اندرونی و بیرونی دشمن اس آگ کو ہوا دے رہے ہیں، ایسے میں لسانی بنیادوں پر الگ صوبوں کا مطالبہ کوئی اچھا مطالبہ نہیں۔ ہاں حالات سازگار ہو جائیں تو انتظامی بنیادوں پر اس قسم کے آپشن اُٹھائے جا سکتے ہیں۔

Iqra Ghufran

ڈبکیوں اور غوطہ خوری کا لطف اٹھاتا رہا، یہ ڈبکیاں سراغِ زندگی پانے کے لیے تو یقیناً نہیں تھیں، کیونکہ وہ تو بزرگوں کی نصیحت کی رُو سے اپنے من کی گہرائیوں میں ڈبکیاں لگانے سے ملتا ہے ؎

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی   میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

بلکہ ان پانیوں میں ڈبکیاں لگانے سے تو بسا اوقات موت کا سراغ بھی نہیں ملتا، منچلوں کے آئے دن کے واقعات اس پر شاہد ہیں، ویسے ڈوبنے والے تو بوتلوں کے بند پانی، کپیوں اور گلاسوں میں بھی ڈوب جاتے ہیں، جیتے جی ڈوبتے ہیں اور جوانی کو ڈبوتے ہیں مست و مدہوش ہو کے، چچا غالب نے اس عالمِ مدہوشی میں اپنی گمشدگی کا تو با قاعدہ اشتہار بھی دیا ہے۔ ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی   کچھ ہماری خبر نہیں آتی

یہ اشتہار جنگ اخبار میں نہیں، بلکہ دیوانِ غالب میں دیا ہے!!! ؎

جو ڈوبے ان گلاسوں میں نہ ابھرے جوانی میں   ہزاروں بہہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں
نہ کر برباد زندگی او بوتل کے دیوانے   زہر ملا ہے شربت میں چھپی ہے آگ پانی میں

لوٹ کے بدھو گھر کو آئے

نہانے سے فارغ ہو کر روڈ تک آیا، ایک سوزوکی ٹرالی گذر رہی تھی، اشارہ کیا تو ڈرائیور نے لفٹ دی، پانچ منٹ میں اسی سابقہ دوراہے تک پہنچ گیا، وہاں ''تھڑہ'' ہوٹل پہ کھانا کھایا، پھر یہاں سے بنوں سے آنے والی ویگن پہ سوار ہو کر میانوالی آیا، میانوالی اڈے میں چند منٹ انتظار کے بعد پنڈی کی تیار کوسٹر ملی، چار بجے کے قریب راولپنڈی واپسی کا سفر شروع ہوا، عشاء کے قریب راولپنڈی پیرودہائی موڑ پہنچا، اور وہاں سے گھر۔   ختم شد

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (تیرہویں وآخری قسط)

(چند شبہات کا ازالہ)

اللہ کے ذکر سے خالی مجلس حسرت کا باعث ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا، وَلَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ تِرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۷۶۴، واللفظ لهٗ، ترمذی، رقم الحديث ۳۳۸۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بھی کسی مجلس میں جمع ہوں، اور وہ (اسی حال میں) جدا ہوجائیں، اور اللہ عزوجل کا ذکر نہ کریں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں، تو اُن کی وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۲

اس قسم کی احادیث سے بعض حضرات نے یہ سمجھ لیا کہ ان احادیث سے لوگوں کے مل کر اور جمع ہوکر ذکر ودرود شریف پڑھنے کا ثبوت ہوتا ہے، لہٰذا مروّجہ اجتماعی ذکر کی مجلسیں احادیث سے ثابت ہیں۔

مگر یہ استدلال درست معلوم نہ ہوسکا، کیونکہ اللہ کے ذکر کا مفہوم عام ہے، اور مذکورہ احادیث میں جو بعد میں درود شریف کا ذکر کیا گیا، وہ تعمیم کے بعد بطورِ تمثیل کے تخصیص ہے۔ ۳

---

۱ قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: تِرَةً: يَعْنِي حَسْرَةً وَنَدَامَةً. وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْعَرَبِيَّةِ: التِّرَةُ هُوَ الثَّأْرُ

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

۲ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوا مَجْلِسًا، ثُمَّ قَامُوا مِنْهُ لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ ذَلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۵۱)

۳ (وعنه): أی: عن أبی هريرة (قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم): ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه، ولم يصلوا على نبيهم): تخصيص بعد تعميم (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۵۵۵، كتاب الدعوات)

اوران احادیث کا مقصد یہ ہے کہ جو مجلس اللہ کے ذکر سے خالی ہو، خواہ کوئی شخص کسی مجلس میں کسی جگہ تنہا بیٹھا ہوا ہو، بلکہ لیٹا ہوا ہو، یا ایک سے زیادہ افراد کسی جگہ بیٹھے ہوئے ہوں، اور وہاں بیٹھنا یا لیٹنا اور جمع ہونا کسی بھی غرض سے ہو، اگر اس میں کسی بھی قسم کا اللہ کا ذکر نہ کیا جائے، خواہ تعلیم وتعلم کی شکل میں، یا تلاوت، تسبیح وغیرہ اور درود شریف کی شکل میں، یا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے کی شکل میں، تو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی۔

اس سے سب لوگوں کا خاص ذکر کے لئے جمع ہوکر اور آواز ملا کر مخصوص ذکر کا کرنا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ ١

یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں مطلق اور عام ذکر کے الفاظ کے ساتھ اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے، جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی بعض روایات میں یہ مضمون کسی شخص کے انفرادی طور پر بیٹھنے یا لیٹنے والے کے حق میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ، إِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۸۵۵، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۶۸۰) ٢

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بھی کسی مجلس سے (اس حال میں) کھڑے ہوتے ہیں، جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے، تو وہ مُردار گدھے کی طرح سے کھڑے ہوتے ہیں، اور وہ مجلس ان کے لئے حسرت کا باعث ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کا مضمون اور روایات میں بھی مروی ہے۔ ٣

---

١ فانه لادلالة فيه على قراءة كل ذلك والدعاء بعدها مجتمعين، وأن يفعل ذلك كله في المسجد، فان صيغة الجمع لاتستدعي الاجتماع والاصطحاب أصلا، نص على ذلك الاصوليون فمعنىٰ كلامه أن المسلمين ينبغي لهم قراءة الأوراد المأثورة بعد المكتوبات بأن يأتي كل احد بها على حدة، ويدعو كل أحد بعدها لنفسه وللمسلمين؛ لأن الشرنبلالي نفسه قد نص قبل ذلك على أن الافضل بالسنن أداؤها فيما هو أبعد من الرياء، وأجمع للخلوص، سواء البيت أو غيره اھ (اعلاءُ السنن جلد ۳، صفحه ۲۰۶ و۲۰۷، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

٢ في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد -وهو ابن سلمة- وسهيل، فمن رجال مسلم.

٣ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ: مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ، وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا، لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ (سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۴۸۵۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ بیٹھنا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت کا باعث ہوگا، اور جو شخص کسی جگہ لیٹا، جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، تو وہ لیٹنا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت کا باعث ہوگا (ترجمہ ختم)

خلاصہ یہ کہ ان احادیث کا مقصود یہ ہے کہ انسان کی کوئی مجلس ایسی نہیں ہونی چاہئے، جس میں اللہ تعالیٰ کا کسی طرح سے ذکر نہ کیا جائے، ورنہ وہ قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی۔ ختم شد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللہَ فِیهِ، إِلَّا رَأَوْهُ حَسْرَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ "(مسند احمد،رقم الحدیث ۷۰۹۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن علی خطأ فی تسمیة صحابیه کما سیرد

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا فَتَفَرَّقُوا، وَلَمْ یَذْکُرُوا اللهَ، إِلَّا کَانَ ذَلِکَ الْمَجْلِسُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ "(معرفة الصحابة لابی نعیم ،رقم الحدیث ۴۵۲۱)

Idara Ghufran

بسلسلہ : تاریخی معلومات ⌛ مولانا طارق محمود

ماہِ ذی الحجہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۵۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی قضاعی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۹۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۵۶ھ: میں ابونصر محمد بن منصور بن محمد کندری کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۱۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۶۳ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الحفاظ ص۴۳۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۶۵ھ: میں حضرت ابوالحسن محمد بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن عبدالصمد بن محمد بن مہتدی باللہ محمد بن واثق ہارون بن معتصم ہاشمی عباسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۴۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۶۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم یوسف بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد مہروانی ہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۳۴۷)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۷۶ھ: میں حضرت ابوحکیم عبداللہ بن ابراہیم خبری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۵۵۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۷۸ھ: میں ابوعلی محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ولید کرخی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۴۹۰)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۱ھ: میں حضرت ابواسماعیل عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن احمد بن علی بن جعفر بن منصور بن مت انصاری ہروی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۵۱۵، تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص۲۴۹، طبقات الحفاظ ص۴۴۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۱ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن عبدالصمد بن ابی الفضل غورجی ہروی رحمہ اللہ کی انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۷)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۲ھ: میں حضرت ابوالفتح محمد بن احمد بن عبداللہ بن سمکویہ اصبہانی رحمہ اللہ کا

انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۶، طبقات الحفاظ ص۴۴۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن حسن بن عثمان بن قریش بغدادی نصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۵۱۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۴ھ: میں حضرت ابونصر محمد بن احمد بن علی بن حامد مروزی کرکانجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۶۰۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالواحد بن محمد بن علی بن احمد انصاری شیرازی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۵۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۸۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید بن یصل ازدی حمید اندلسی میورقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۲۶، تذکرۃ الحفاظ ج۴ ص۱۱۴، طبقات الحفاظ ص۴۴۷)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۹۱ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالغفار بن احمد بن علی بن اشتہ اصبہانی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۸۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۹۲ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسن بن حسین بن محمد موصلی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۷۸)

□......ماہِ ذی الحجہ ۴۹۷ھ: میں حضرت ابوالخطاب علی بن عبدالرحمٰن بن ہارون بن عبدالرحمٰن بن عیسٰی بن داؤد بن جراح بغدادی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۱۷۳)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۴)

خاص والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کی فضیلت واہمیت

کئی احادیث میں خاص والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کی فضیلت واہمیت کا مستقل ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَآءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: أُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوْکَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۹۷۱، واللفظ لہٗ، مسلم، رقم الحدیث ۲۵۴۸)

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں میرے حسنِ سلوک (وصلہ رحمی) کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی والدہ، اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی والدہ، اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی والدہ، اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا والد (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: أُمَّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمَّکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبَاکَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَلْأَدْنٰی فَالْأَدْنٰی (سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۶۵۸)

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نیک سلوک (وصلہ رحمی) کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی والدہ، عرض کیا کہ

Idara Ghufran

پھر کون؟ فرمایا کہ آپ کی والدہ، عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا کہ آپ کا والد، عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا کہ قریب اور پھر اس کے قریب (رشتے والا) (ترجمہ ختم)

اسی قسم کا مضمون اور احادیث وروایات میں بھی مروی ہے، جن میں والدہ کو نیک سلوک وصلہ رحمی کا سب سے زیادہ حقدار قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

---

[۱] عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ :أَتَی رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا تَأْمُرُنِی ؟ قَالَ ": بِرَّ أُمَّکَ "، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ " :بِرَّ أُمَّکَ "، ثُمَّ عَادَ فَقَالَ "بِرَّ أُمَّکَ "ثُمَّ عَادَ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ " :بِرَّ أَبَاکَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۹۲۱۸)

فی حاشیة مسند احمد:حدیث صحیح، وهذا إسناد حسن.

أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَکِیمٍ قَالَ :حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ جَدِّی قَالَ :قُلْتُ :یَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ :أُمَّکَ قَالَ :قُلْتُ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :أُمَّکَ قَالَ :قُلْتُ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :أُمَّکَ قَالَ :قُلْتُ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :ثُمَّ أَبَاکَ، ثُمَّ الأَقْرَبَ فَالأَقْرَبَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۸۹۷، واللفظ لهٗ، سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۵۱۳۹)

قال الترمذی:وَفِی البَابِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَائِشَةَ، وَأَبِی الدَّرْدَاءِ :وَبَهْزُ بْنُ حَکِیمٍ هُوَ ابْنُ مُعَاوِیَةَ بْنِ حَیْدَةَ الْقُشَیْرِیُّ وَهَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ وَقَدْ تَکَلَّمَ شُعْبَةُ فِی بَهْزِ بْنِ حَکِیمٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الحَدِیثِ، وَرَوَی عَنْهُ مَعْمَرٌ، وَسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَغَیْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :یَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِی أَهْلًا وَأُمًّا وَأَبًا، فَأَیُّهُمْ أَحَقُّ بِصِلَتِی؟ قَالَ :أُمَّکَ، وَأَبَاکَ، وَأُخْتَکَ، وَأَخَاکَ، ثُمَّ أَدْنَاکَ أَدْنَاکَ .لَمْ یَرْوِ هَذَا الْحَدِیثَ عَنِ الشَّعْبِیِّ إِلَّا السَّرِیُّ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، وَلَا یُرْوَی عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۷۲۸)

قال الهیثمی:رواه الطبرانی فی الأوسط والبزار، وفیه السری بن إسماعیل وهو متروک .ورواه البزار بنحوه بإسناد حسن غیر إسناد الذی قبله(مجمع الزوائد، ج۸ص ۱۳۹)

وقال الحوینی:

قال الطبرانیُّ ":لم یرو هذا الحدیث عن الشعبی، إلَّا السریُّ بن إسماعیل، ولا یروی عن ابن مسعود إلَّا بهذا الإسناد ."

قُلْتُ :رضی الله عنک!فلم یتفرَّد به السریُّ، ثم إنَّ له إسناداً آخر عن ابن مسعود.

أمَّا السریُّ بن إسماعیل، فقد تابعه محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی، عن الشعبیِّ بسنده سواء .أخرجه البزار فی "مسنده "۱۸۸۸ کشف الأستار) وقال " :لا نعلمه یروی عن الشعبی، عن مسروق إلَّا من حدیث ابن أبی لیلی والسریُّ ."أمَّا الإسنادُ الآخر :فأخرجه البزار ۱۸۸۷) ، والبیهقیُّ فی "الشعب "(ج۱۳،رقم ۷۴۵۹) من طریق حرمی بن حفص، ثنا زیاد بن عبد الرحمن، عن عاصم بن بهدلة، عن أبی وائل، عن ابن مسعودٍ مرفوعاً) :(الیدُ العُلیَا خیرٌ من الیدِ السُّفلَی، وابدأ بمن تعولُ :أمکَ، وأباک، وأختک، وأخاک، وأدناک أدناک)قال البزار ": لا نعلم رواه عن عاصمٍ هکذا، إلَّا زیادٌ (کتاب تنبیه الهاجد للحوینی، ج ۱ ص ۱۵۱،۱۵۲)

Idara Ghufran

اکثر احادیث میں والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کے حق کو تین مرتبہ بیان کرنے کے بعد چوتھی مرتبہ والد کے حق کو بیان کیا گیا ہے۔

محدثین نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ والدہ اپنی اولاد کے لئے تین قسم کی ایسی تکلیفیں ومشقتیں برداشت کرتی ہے، جن میں اس کے ساتھ والد بلکہ کوئی بھی دوسرا شریک نہیں ہوتا، ایک حمل کی تکلیف ومشقت، دوسرے وضعِ حمل کی تکلیف ومشقت، تیسرے دودھ پلانے اور تربیت کرنے کی تکلیف ومشقت۔

اس لئے ان تینوں قسم کی مشقتوں اور تکلیفوں کے پیشِ نظر والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کو تین مرتبہ ذکر کیا گیا۔

اور اسی وجہ سے والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کا درجہ والد سے مقدم ہے۔ [1]

بعض حضرات نے دیگر دلائل کے پیشِ نظر فرمایا کہ یہ تفصیل صلہ رحمی کے متعلق ہے، ورنہ اطاعت اور حکم کی

---

[1] وفیه :دلالة علی أن محبة الأم والشفقة علیها ینبغی أن تکون أمثال محبة الأب لأنه صلی الله علیه وسلم کررها ثلاثا .وذکر الأب فی الرابعة فقط، وإذا تؤمل هذا المعنی شهد له العیان وذلک أن صعوبة الحمل والوضع والرضاع والتربیة تنفرد بها الأم وتشقی بها دون الأب، فهذه ثلاث منازل یخلو منها الأب، وحدیث أبی هریرة یدل علی أن طاعة الأم مقدمة وهو حجة علی من خالفه، وزعم المحاسبی أن تفضیل الأم علی الأب فی البر والطاعة هو إجماع العلماء ، وقیل للحسن :ما بر الوالدین؟ قال :تبذل لهما ما ملکت وتطعیهما فیما أمراک ما لم یکن معصیة(عمدة القاری شرح صحیح البخاری،باب من أحق الناس بحسن الصحبة، ج۲۲ ص۸۲)

فَثَبَتَ بِذَلِکَ أَنَّ الْوَاجِبَ لِلْأُمِّ عَلَی وَلَدِهَا مِنَ الْبِرِّ وَحُسْنِ الصُّحْبَةِ ثَلَاثَةُ أَمْثَالِ مَا لِلْوَالِدِ عَلَیْهِ مِنْهُمَا، وَاللهَ نَسْأَلُهُ التَّوْفِیقَ(شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی فضل بر الأم علی بر الأب من ولدهما)

(من أحق الناس بحسن صحابتی قال أمک إلی آخره) الصحابة هنا بفتح الصاد بمعنی الصحبة وفیه الحث علی بر الأقارب وأن الأم أحقهم بذلک ثم بعدها الأب ثم الأقرب فالأقرب قال العلماء وسبب تقدیم الأم کثرة تعبها علیه وشفقتها وخدمتها ومعاناة المشاق فی حمله ثم وضعه ثم إرضاعه ثم تربیته وخدمته وتمریضه وغیر ذلک ونقل الحارث المحاسبی إجماع العلماء علی أن الأم تفضل فی البر علی الأب وحکی القاضی عیاض خلافا فی ذلک فقال الجمهور بتفضیلها وقال بعضهم یکون برهما سواء قال ونسب بعضهم هذا إلی مالک والصواب الأول لصریح هذه الأحادیث فی المعنی المذکور والله أعلم قال القاضی وأجمعوا علی أن الأم والأب آکد حرمة فی البر ممن سواهما(شرح النووی علی مسلم، ج۱۶ ص۱۰۲،کتاب البر والصلة والآداب،باب بر الوالدین وأنهما أحق به)

فی هذا الحدیث دلیل ان محبة الأم والشفقة علیها ینبغی أن تکون ثلاث امیال محبة الب، لأن علیه السلام کرر الأم ثلاث مرات، وذکر الأب فی المرة الرابعة فقط، وإذا تؤمل هذا المعنی شهد له العیان، وذلک أن صعهوبة الحمل وصعوبة الوضع وصعوبة الرضاع والتربیة تنفرد بها الأم، وتشقی بها دون الب فهذه ثلاث منازل یخلو منها الأب(شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج۹ ص۱۸۹، بانهن أحق الناس بحسن الصحبة)

تعمیل اور رائے کی ترجیح اور ادب کے بارے میں والد کا درجہ والدہ سے زیادہ ہے۔ ۱

حضرت جاہمہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّىْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِىْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ:اِرْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّىْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِىْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ:فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ، فَقُلْتُ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّىْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الْجِهَادَ مَعَكَ، أَبْتَغِىْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَ:وَيْحَكَ، أَحَيَّةٌ أُمُّكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ:وَيْحَكَ، اِلْزَمْ رِجْلَهَا، فَثَمَّ الْجَنَّةُ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۲۷۸۱، واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابى نعيم، رقم الحديث ۳۹۳۳، الآحاد والمثانى لابنِ ابى عاصم، رقم الحديث ۱۳۷۲،الزهد لهناد بن السرى، رقم الحديث ۹۸۴)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، جس سے میرا مقصود اللہ کی رضا اور آخرت کا گھر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا ناس ہو، کیا آپ کی والدہ حیات ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ لوٹ جایئے، اور اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک وصلہ رحمی کیجئے، پھر میں دوسری طرف سے حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، جس سے میرا مقصود اللہ کی رضا اور آخرت کا گھر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا ناس ہو، کیا آپ کی والدہ حیات ہیں؟ میں نے کہا کہ بے شک اے اللہ کے رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی والدہ کی طرف لوٹ جایئے، اور ان کے

---

۱ وقال الخطابى :لم يخص الأمهات بالعقوق، فإن عقوق الآباء محرم أيضا، ولكن نبه بأحدهما عن الآخر، فإن بر الأم مقدم على بر الأب إلا أن لعقوق الأمهات مزية فى القبح، وحق الأب مقدم فى الطاعة وحسن المتابعة لرأيه والنفوذ لأمره، وقبول الأدب منه(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،باب البر والصلة)

ساتھ نیک سلوک وصلہ رحمی کیجئے، پھر میں آپ کے سامنے کی طرف سے حاضر ہوا، پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں، جس سے میرا مقصود اللہ کی رضا اور آخرت کا گھر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا ناس ہو، کیا آپ کی والدہ حیات ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا ناس ہو، آپ اپنی والدہ کے پیروں کے ساتھ چمٹ جایئے، پس وہیں (آپ کی) جنت ہے (ترجمہ ختم)

اورامام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

أَنَّ جَاهِمَةَ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَجِئْتُ أَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ: أَلَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اِذْهَبْ فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلَيْهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۲۴۸) [1]

ترجمہ: حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ میں غزوہ (وجہاد) کا ارادہ رکھتا ہوں، اور میں آپ کی خدمت میں مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کی والدہ ہیں؟ میں نے کہا کہ بے شک، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں، اور والدہ کے ساتھ چمٹ جائیں، کیونکہ جنت اس کے پیروں کے پاس ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: والدہ کے پیروں کے ساتھ چمٹ جانے اور والدہ کے پیروں کے پاس جنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے والدہ کی خدمت واطاعت اور صلہ رحمی کرنے کو لازم پکڑ لیجئے، اور ان کے ساتھ عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آیئے، جو کہ جنت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ [2]

---

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

[2] قال الطیبی قوله :عند رجلها کناية عن غاية الخضوع، ونهاية التذلل کما فی قوله تعالی :(واخفض لهما جناح الذل من الرحمة)ولعله -صلی الله عليه وسلم -عرف من حاله وحال أمه ;حيث ألزمه خدمتها، ولزومها أن ذلک أولی به(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۳۰۹۷، باب البر والصلة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:إِنِّيْ أَشْتَهِيْ الْجِهَادَ، وَإِنِّيْ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنْ وَالِدَيْكَ؟ قَالَ:أُمِّيْ قَالَ: فَأَبْلِ اللّٰهَ عُذْرًا فِيْ بِرِّهَا، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَأَنْتَ حَاجٌّ وَمُعْتَمِرٌ وَمُجَاهِدٌ، إِذَا رَضِيَتْ عَنْكَ أُمُّكَ، فَاتَّقِ اللّٰهَ وَبِرَّهَا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث۲۹۱۵، واللفظ لہٗ، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۲۱۸، شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ۷۴۵۱،مسند ابی يعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ۲۷۶۰) ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَوْلُهُ :(فَبِرَّهَا) صِيغَةُ أَمْرٍ مِنْ بَرَّ بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ عَلَى حَدِّ :سَمِعَ .قَوْلُهُ :(الْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ) قَالَ الدَّمِيرِيُّ: هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ يَعْنِى دَارَهَا وَمَسْكَنَهَا وَمِنْهُ حَدِيثُ إِذَا ابْتَلَّتِ النِّعَالُ فَالصَّلَاةُ فِى الرِّحَالِ، أَيِ :الدُّورِ وَالْمَسَاكِنِ وَالْمَنَازِلِ، وَيُقَالُ لِمَنْزِلِ الْإِنْسَانِ وَمَسْكَنِهِ :رَحْلُهُ اهـ .قُلْتُ :الْمَشْهُورُ أَنَّهُ بِالْجِيمِ بِمَعْنَى الْقَدَمِ وَهُوَ الْمُوَافِقُ لِرِوَايَةِ النَّسَائِيِّ وَغَيْرِهِ، وَعَلَيْهِ مَشَى السَّخَاوِيُّ فِى الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ، فَقَدْ أَوْرَدَ الْحَدِيثَ بِلَفْظِ : الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ قَالَ :رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَالْحَاكِمُ، ثُمَّ ذَكَرَ ابْنُ مَاجَهْ هَذِهِ الرِّوَايَةَ قَالَ السَّخَاوِيُّ :إِنَّ التَّوَاضُعَ لِلْأُمَّهَاتِسَبَبٌ لِدُخُولِ الْجَنَّةِ .قُلْتُ :وَيُحْتَمَلُ أَنَّ الْمَعْنَى أَنَّ الْجَنَّةَ أَىْ نَصِيبَكَ مِنْهَا لَا يَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا بِرِضَاهَا بِحَيْثُ كَأَنَّهُ لَهَا وَهِىَ قَاعِدَةٌ عَلَيْهِ فَلَا يَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا مِنْ جِهَتِهَا فَإِنَّ الشَّيْءَ إِذَا صَارَ تَحْتَ رِجْلَيْ أَحَدٍ فَقَدْ تَمَكَّنَ مِنْهُ وَاسْتَوْلَى عَلَيْهِ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ إِلَى آخَرَ مِنْ جِهَتِهِ(حاشية السندی على سنن ابن ماجه، ج۲ص ۱۸۰ ، كتاب الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان)

والمعنى أن التواضع للأمهات وإطاعتهن فی خدمتهن وعدم مخالفتهن إلا فيما حظره الشرع سبب لدخول الجنة(كشف الخفاء للعجلونی، تحت رقم الحديث ۱۰۷۸)

؎ قال الطبرانی:لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الْحَسَنِ إِلَّا مَيْمُونٌ.

وقال البوصيری:رواه أبو يعلى والطبرانی فی الأوسط والصغير بإسناد جيد(اتحاف الخيرة المهرة ج۵ص ۱۷۵)

وقال الهيثمی:رواه أبو يعلى والطبرانی فی الصغير والأوسط ورجالهما رجال الصحيح غير ميمون بن نجيح ووثقه ابن حبان(مجمع الزوائد، ج۸ص ۱۳۸)

میمون بن نجیح کو ابنِ حبان نے ثقہ قرار دیا ہے، لیکن ساتھ ہی ان کے بارے میں ''یخطئ'' بھی کہا ہے۔

جہاں تک اس شبہ کا تعلق ہے کہ ان کو ابنِ حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا، تو صرف اس بات کے کہنے سے ان کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ عدمِ توثیق جرح کو مستلزم نہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ''تاریخِ کبیر'' میں اور ابنِ ابی حاتم وغیرہ نے ان کا ذکر بغیر جرح کے کیا ہے۔

ميمون بن نجيح أبو الحسن الناجی .من أهل البصرة .يروی عن سالم بن عبد الله والحسن .وعنه النضر بن شميل وإبراهيم بن الحجاج السامی.وذكره ابنُ حِبَّان فی الثقات وقال :يخطىء (لسان الميزان،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اوراس نے عرض کیا کہ میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں، لیکن مجھے اس کی قدرت نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میری والدہ زندہ ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وجہ سے آپ کو معذور سمجھیں گے، آپ جب والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرلیں گے، تو آپ (ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک) حج اور عمرہ اور جہاد کرنے والے شمار ہونگے، جب آپ سے آپ کی والدہ راضی ہوجائے گی، لہٰذا آپ اللہ سے ڈریں، اور والدہ کے ساتھ نیک سلوک کریں (ترجمہ ختم)

فائدہ: جہاد یا حج کے بجائے والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم اس وقت ہے، جبکہ اولاد پر جہاد یا حج متعین طور پر فرض نہ ہو، اور خاص کر جب کہ والدہ خدمت وصلہ رحمی کی محتاج بھی ہو۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ج۸ص ۲۴۰، تحت رقم الترجمة ۸۰۷)

ميـمـون بن نجيح أبو الحسن روى عن سالم بن عبد الله روى عنه النضر بن شميل وابو عاصم النبيل سمعت ابى يقول ذلك .قـال أبو محمد روى عنه مسلم بن ابراهيم .نـا ميمون بن نجيح القرشي عن الحسن(الجرح والتعديل لابنِ ابى حاتم،تحت رقم الترجمة ۱۰۷۵)

ميـمـون بُـن نـجيـح أَبُـو حسـن الـناجى سَمِعَ سالما روى عنه الضحاک بُن مخلد والنضر بُن شميل(التاريخ الكبير للبخارى، ج۷ص ۳۴۲، تحت رقم الترجمة ۱۴۷۳)

قَالَ أَبُو الْبَرَكَاتِ بْنُ تَيْمِيّةَ :وَيُمْكِنُ الْمُطَالَبَةُ بِسَبَبِ الضّعْفِ فَإِنّ الْبُخَارِيّ ذَكَرَهُ فِي "تَارِيخِهِ "وَلَمْ يَطْعَنْ فِيهِ وَعَـادَتُـهُ ذِكْـرُ الْـجَرْحِ وَالْمَجْرُوحِينَ وَقَدْ نَصّ أَحْمَدُ وَابْنُ عَبّاسٍ قَبْلَهُ أَنّ الْمُسَافِرَ إذَا تَزَوّجَ لَزِمَهُ الْإِتْمَامُ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَأَصْحَابِهِمَا وَهَذَا أَحْسَنُ مَا اُعْتُذِرَ بِهِ عَنْ عُثْمَانَ (زاد المعاد، مبحث فى قصر الصلاة)

رہا حضرت حسن کے عنعنہ کا معاملہ، تو اس سے اس حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔

وقال جمهورُ من يقبل المراسيل: تُقبَلُ روايةُ المدلس مطلقاً، حكاه الخطيب.

وأمـا دعـوى الـنووى فى "شرح المهذب"، تبعاً للبيهقى وابن عبدالبر: أنهم اتفقوا على رد ماعنعنه المدلس، فمحمولةٌ علىٰ اتفاق من لايحتجُّ بالمرسَل (ظفرالامانى للكنوى، صفحه ۳۹۳)

قلت: فان كان المدلس من ثقات القرون الثلاثة يقبل تدليسه كارساله مطلقا، وان كان ممن دون هؤلاء ففيه تفصيل قد مر عن قريب فتذكر، وفى تدريب الراوى وقال جمهور من يقبل المرسل يقبل (المدلس) مطلقا حكاه الخطيب. ونـقل المصنف فى شرح المهذب الاتفاق على رد ماعنعنه تبعاً للبيهقى وابن عبدالبر (وهو) محمول على اتفاق من لا يحتج بالمرسل (قواعد فى علوم الحديث، صفحه ۱۵۹)

[1] فى شرح السنة :هذا فى جهاد التطوع لا يخرج إلا بإذن الوالدين إذا كانا مسلمين، فإن كان الجهاد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ: عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

(بخاری، رقم الحدیث ۲۴۰۸، مسلم، رقم الحدیث ۵۹۳ "۱۲")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو اور بچیوں کے زندہ درگور کردینے کو، اور بخل کرنے کو حرام فرمایا ہے، اور تمہارے لئے قیل وقال اور کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو ناپسند کیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اگرچہ ماں، باپ میں سے ہر ایک کی نافرمانی بھی گناہ بلکہ کبیرہ گناہ ہے، لیکن اس حدیث میں والدین یا والد کے بجائے ماؤں کا ذکر خاص وجہ سے کیا گیا ہے، مثلاً اول اس وجہ سے کہ مائیں صنفِ نازک ہوتی ہیں، اور ان پر نافرمانی کا اثر جلدی اور زیادہ ہوتا ہے، دوسرے ماں کے ساتھ صلہ رحمی کا درجہ باپ کے مقابلہ میں زیادہ ہے، تیسرے اولاد کو باپ کے مقابلہ میں ماں کا ڈر وخوف کم ہوتا ہے، اور اس بناء پر اکثر لوگ ماں کی نافرمانی میں زیادہ مبتلا ہوجاتے ہیں۔

ان جیسی وجوہات کی بناء پر حدیث میں ماؤں کی نافرمانی وایذاء رسانی کے حرام ہونے کو خاص طور پر ذکر کیا گیا۔

(کذافی :عمدة القاری شرح صحیح البخاری،باب ما ینهی عن إضاعة المال وقول الله تعالی والله لا یحب الفساد،شرح النووی علی مسلم، ج۱۲ ص۱۱،مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح،باب البر والصلة)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فرضا متعینا فلا حاجة إلی إذنهما وإن منعاه عصاهما وخرج، وإن کانا کافرین فیخرج بدون إذنهما فرضا کان الجهاد، أو تطوعا، وکذلک لا یخرج إلی شیء من التطوعات کالحج والعمرة والزیارة، ولا یصوم التطوع إذا کره الوالدان المسلمان، أو أحدهما إلا بإذنهما قال ابن الهمام :لأن طاعة کل منهما فرض علیه، والجهاد لم یتعین علیه(مرقاة المفاتیح، ج۶ ص۲۴۷۲، کتاب الجهاد)

(قَوْلُهُ حَجُّ الْفَرْضِ أَوْلَى مِنْ طَاعَةِ الْوَالِدَيْنِ) لِأَنَّهُ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَكِنْ هَذَا إذَا لَمْ يَضِيعَا بِسَفَرِهِ لِمَا قَدَّمَهُ أَوَّلَ الْحَجِّ أَنَّهُ يُكْرَهُ بِلَا إذْنِ مِمَّنْ يَجِبُ اسْتِئْذَانُهُ أَيْ كَأَحَدِ الْأَبَوَيْنِ الْمُحْتَاجِ إلَى خِدْمَتِهِ، وَقَدَّمْنَا أَنَّ الْأَجْدَادَ وَالْجَدَّاتِ كَالْأَبَوَيْنِ عِنْدَ فَقْدِهِمَا (قَوْلُهُ بِخِلَافِ النَّفْلِ) أَيْ فَإِنَّ طَاعَتَهُمَا أَوْلَى مِنْهُ مُطْلَقًا كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْبَحْرِ عَنْ الْمُلْتَقَطِ(رد المحتار علی الدر المختار، كِتَابُ الْحَجِّ)

ویکره الخروج إلی الحج إذا کره أحد أبویه إن کان الوالد محتاجا إلی خدمة الولد وإن کان مستغنیا عن خدمته فلا بأس (الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک،الباب الثالث فی الإحرام)

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کا سفر نامہ (قسط ۴)

(رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

کوفہ میں آمد

عراقی حاجیوں کے قافلے کے ساتھ میرا سفر شروع ہوگیا، چوبیس دنوں میں قافلہ کوفہ پہنچا، عصر کے وقت میں کوفہ کی مسجد میں گیا، نماز پڑھی پھر وہیں مسجد میں بیٹھا رہا، ایک لڑکے پر میری نگاہ پڑھی جو نماز پڑھ رہا تھا لیکن اس کی نماز میں کئی کوتاہیاں تھیں، میں نے از راہ خیر خواہی اسے سمجھایا کہ نماز اچھی طرح پڑھا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس پیارے من موہنے چہرے کو عذاب نہ دے۔

چھوٹے میاں نے میری نصیحت پر ناک بھوں چڑھائی، کہنے لگا: تم حجازی لگتے ہو، یہ سختی و درشتی حجازیوں میں پائی جاتی ہے، عراقیوں جیسی نرمی و شائستگی ان میں کہاں؟ میں سالہا سال سے اسی مسجد میں ابو یوسف اور محمد بن حسن کی موجودگی میں نماز پڑھتا آیا ہوں، ان بزرگوں نے تو کبھی ٹوکا نہیں، اب تم بڑے سمجھدار آگئے ہو، یہ کہتے ہوئے لڑکے نے ناگواری سے میرے چہرے کی طرف اپنی چادر لہرائی اور پیچ و تاب کھاتا ہوا چلا گیا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے ساتھ

لڑکے کو مسجد کے دروازے پہ ہی امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن مل گئے، لڑکا ان سے پوچھنے لگا، آپ کو میری نماز میں کمی محسوس ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو؟ تب لڑکا کہنے لگا کہ ہماری مسجد میں ایک صاحب آئے ہیں، جنہوں نے میری نماز پر اعتراض کیا ہے، دونوں حضرات نے لڑکے سے کہا کہ جا کر اس سے پوچھو کہ نماز میں کس طرح داخل ہوتے ہیں؟

لڑکا میرے پاس آ کر پوچھنے لگا کہ آپ نے جو میری نماز پر نکتہ چینی کی ہے، ذرا بتایئے نماز میں کس طرح داخل ہوتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ دو فرض اور ایک سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہوتا ہوں، لڑکے نے یہ جواب ان کو پہنچا دیا، وہ سمجھ گئے کہ جواب ایسے آدمی کا ہے جس کی علم (حدیث) پر نظر ہے، مگر انہوں

Iqra Ghufran

نے لڑکے سے کہا پھر جا کر پوچھو وہ دو فرض اور ایک سنت کیا ہے؟ لڑکے نے یہ سوال مجھ سے آ کر دھرایا، میں نے جواب دیا، پہلا فرض نیت ہے، دوسرا تکبیر تحریمہ ہے اور سنت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا ہے، لڑکے نے میرا یہ جواب ان سے نقل کر دیا۔

اب وہ دونوں امام مسجد میں داخل ہوئے مجھے غور سے دیکھا، اور میرا خیال ہے کہ مجھے معمولی ہی سمجھا ....محمد بن حسن نے گفتگو شروع کی، کہنے لگے حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے ہاں میں جواب دیا، فرمانے لگے عرب ہو یا عجم کی اولاد؟ میں نے کہا عرب ہوں؟ کہنے لگے کون سے عرب (کس قبیلے سے تعلق ہے)؟ میں نے جواب دیا اولادِ مطّلب سے ہوں، فرمانے لگے مطّلب کی کس اولاد سے؟ میں نے شافع کا نام لیا، تو کہنے لگے امام مالک کو تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، انہی کے پاس سے آ رہا ہوں، کہنے لگے موطا بھی دیکھی ہے؟ میں نے کہا موطا کو حفظ بھی کر چکا ہوں۔

محمد بن حسن کو یہ بات تعجب خیز محسوس ہوئی، یقین نہیں آیا، اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور مختلف ابوابِ فقہ سے ایک ایک مسئلہ لکھا اور ہر دو مسئلوں کے درمیان کافی جگہ خالی رکھی، اور کاغذ میری طرف بڑھا کر کہنے لگے، ان مسائل کا جواب موطا سے لکھ دو، میں نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماعِ امت کے مطابق ان مسئلوں کے جوابات لکھے اور کاغذ محمد بن حسن کے سامنے رکھ دیا، انہوں نے توجہ سے میری تحریر پڑھی، پھر مڑ کر غلام کو حکم دیا "اپنے آقا کو گھر لے جا"

امام محمد کی مصاحبت

امام محمد نے مجھے اپنے غلام کے ساتھ جانے کا فرمایا، میں بے تکلف ان کے خادم کے ساتھ ہو لیا، مسجد کے دروازے پر پہنچا تو غلام نے کہا، مالک کا حکم ہے کہ آپ ان کے گھر سواری پر جائیں، میں نے سواری لے آنے کا کہا تو غلام ایک آراستہ کیا ہوا خچر میرے پاس لے کر آ گیا۔

مگر جب میں سوار ہوا تو اپنی اور اپنے کپڑوں کی حالتِ زار میری نگاہوں میں کھٹکنے لگی (مہینے بھر کے عرب کے ریگزاروں میں سفر سے آشفتہ حالی اور پراگندہ بالی جس نوع کی ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے) اپنی اس حالت پر مجھے کچھ وحشت سی ہو رہی تھی، غلام کوفہ کے کوچہ و بازار سے گذار کر امام محمد کے گھر تک مجھے لے آیا، یہاں در و دیوار پر نقش و نگار اور بیل بوٹے دیکھ کر اہلِ حجاز کی ناگفتہ بہ مفلسی پر میرا دل بھر آیا......۔

محمد بن حسن نے مجھے ایک بیش بہا (نہایت قیمتی) پوشاک پیش کی، اور اپنے کتب خانے سے امام ابوحنیفہ کی

کتاب ''الکتاب الاوسط'' نکال لائے، میں نے کتاب الٹ پلٹ کر دیکھی اور رات کو اسے یاد کرنا شروع کر دیا، صبح ہونے سے پہلے ہی پوری کتاب مجھے حفظ ہوچکی تھی، مگر محمد بن حسن کے علم میں یہ بات میں نے نہیں لائی۔

امام محمد بن حسن کوفہ کے سب سے بڑے مفتی تھے، ایک دن میں ان کی مجلس میں ان کے دائیں جانب بیٹھا تھا کہ ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا، انہوں نے بتانا شروع کیا، میں بول اٹھا کہ آپ سے سہو ہوگیا، اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ نے یوں نہیں بلکہ یوں فرمایا ہے، اور امام ابوحنیفہ نے اپنی کتاب (الاوسط) میں یہ مسئلہ فلاں مقام پر ذکر کیا ہے، محمد بن حسن نے فوراً کتاب منگوا کر ملاحظہ کی تو میری بات درست نکلی، تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا۔

کچھ دن بعد میں نے رخصت ہونا چاہا تو فرمانے لگے میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا، پھر فرمایا میرے پاس جو کچھ چیزیں اور اسباب ہیں ان میں سے آدھا تم لے لو۔

میں نے عرض کیا یہ بات میرے مقاصد اور مراد کے خلاف ہے، میری خواہش اب صرف سفر کی ہے۔

اس پر انہوں نے اپنی نقدی منگوائی جو صندوق میں تھی، یہ تین ہزار درہم نکلے، یہ سب میرے حوالے کر دیے۔

اور میں نے عراق و فارس (ایران) کے علاقوں کی سیاحت شروع کر دی، لوگوں سے میل جول ہوتا رہا تا آنکہ میری عمر اکیس سال ہوگئی (جاری ہے......)

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن) صفحات:224

ماہِ صفر اور توہّم پرستی

قمری واسلامی سال کے دوسرے مہینے ''صفر'' سے متعلق شرعی احکامات، جاہلانہ خیالات، زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور نظریات اور ان کا رد، موجودہ دور کی سینکڑوں توہّم پرستیاں، اور زمانۂ جاہلیت سے ان کا تعلق۔ اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات وہدایات۔

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۷) مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اقبال ورومی

علامہ اقبال مرحوم نے اپنے فارسی اور اردو کلام میں جا بجا مولانا رومی کی مدح وتوصیف [1] کی ہے، اور آپ کا والہانہ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔

---

[1] افادۂ مزید کے لیے ہم علامہ اقبال مرحوم کے اردو کلام سے مولانا روم کے متعلق اشعار نقل کرتے ہیں، اقبال نے مدح وتوصیف کے ساتھ مختلف حوالوں سے مولانا کا تذکرہ اپنے اشعار میں کیا ہے۔

بالِ جبریل (مطبوعہ شیخ غلام علی) سے منتخب اشعار:

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے — وہی آب وگل ایراں وہی تبریز ہے ساقی
(نظم۷ص۲)

اسی کشمکش میں گذریں میری زندگی کی راتیں — کبھی سوز وساز رومی کبھی پیچ وتاب رازی
(نظم۱۳ص۳)

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا — تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں
(نظم۳ص۵)

صحبت پیر روم سے ہوا مجھ پہ یہ راز فاش — لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف
(نظم۱۶ص۷)

عطاؔر ہو، رومیؔ ہو، رازیؔ ہو، غزالیؔ ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
(نظم۳۴ص۱۰)

یا حیرت فارابیؔ یا تب وتاب رومیؔ — یا فکرِ حکیمانہ یا جذبِ کلیمانہ
(نظم۴۱ص۱۲)

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی — جیتا ہے رومیؔ، ہارا ہے رازی
(نظم۵۲ص۱۳)

حیراں ہے بوعلی کہ میں آیا کہاں سے ہوں — رومیؔ یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں
(فلسفہ ومذہب ص۲۸)

ہم خوگر محسوس ہیں ساحل کے خریدار — اک بحر پُر آشوب وپُر اسرار ہے رومی
اس عصر کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام؟ — کہتے ہیں چراغ رہ احرار ہے رومی
(نظم یورپ سے ایک خط ص۲۸)

ضربِ کلیم میں تذکرہ:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور آپ کے عارفانہ کلام سے خوشہ چینی کی ہے، بالِ جبریل (کے تقریباً ختم کے قریب حصہ) میں ''پیر رومی اور مرید ہندی'' کا عنوان قائم کر کے آپ نے مرید ہندی کے لقب سے اردو شعر میں مولانا کی خدمت میں دورِ حاضر کے الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل ایک ایک کر کے پیش کیے ہیں، پھر پیر رومی کی طرف سے ''مثنوی شریف'' سے اس اشکال کے دفعیہ اور مسئلے کے حل پر مبنی شعر پیش کیے ہیں۔

افادۂ عام کے لیے ہم ضروری توضیحات کے ساتھ ذیل میں یہ مکالمہ پیش کرتے ہیں:

مریدِ ہندی

علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں　　چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں

پیر رومی

علم را بر تن زنی مارے بود　　علم را بر دل زنی یارے بود

مطلب:...... علم کو جسم پر مارو گے (پیٹ پالنے اور دنیوی مال وجاہ، دولت وشہرت کمانے کا ذریعہ بناؤ گے) تو تب یہ علم ایک منقش سانپ کی طرح خوشنما ہوتا ہے مگر اندر زہر بھرا ہوتا ہے، اور اگر دل پر اسے مارو گے تو یہ ایک بہترین دوست ہے (دنیا، برزخ و آخرت ہر عالم میں)

توضیح:...... زمانہ حاضر میں جدید سائنس و تجربیاتی علوم وفنون اور ایجادات واکتشافات اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی ترقی وخوشحالی اور تشکیل پذیر ہونے والے تمدن وسیاست اور کلچر وثقافت نے الحادو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مقام ذکر کمالات رومیؔ وعطارؔ　　مقام فکر مقالات بوعلی سینا

(ذکر وفکر ص۴ مطبوعہ غلام علی)

فردوس میں رومیؔ سے یہ کہتا تھا سنائی　　مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش

حلاّج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر　　''اک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش''

(نظم اقبال ص۱۹)

غلط نگر ہے تیری چشمِ نیم باز اب تک　　ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک

ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک　　کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک

گسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک　　کہ تو ہے نغمہ رومیؔ سے بے نیاز اب تک

(نظم رومی ص۱۹)

بانگ درا میں تذکرہ:

گفت رومی ہر بنائے کہنہ کا باداں کنند　　می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند

(دنیائے اسلام ص۵۱)

Idara Ghufran

بے دینی اور دہریت و مادہ پرستی ہی کو کیوں فروغ دیا ہے؟ کیا علم جو انسان کے لیے ایک بڑا عطیہ وانعام ہے(الّذی علم بالقلم ،علم الانسان مالم یعلم ،سورہ علق)اور دنیا وآخرت کا نظام وانتظام اس پر استوار ہے،اس سے ایسے منفی نتائج بھی پیدا ہوتے اور شر بھی جنم لیتا ہے؟ مولانا جواب میں فرماتے ہیں کہ اصلاً تو علم ایک بڑی نعمت ہے، اس سے کارِ جہاں استوار ہے،لیکن اس کا استعمال ایک امرِ اضافی ہے،علم کا اچھا اور مثبت استعمال اچھے نتائج پیدا کرتا ہے،اچھے لوگوں کے پاس علم کی دولت ہو،خدا شناس اور معرفت آشنا لوگ اس کے حامل ہوں تو وہ اس کا استعمال خدا کے نائب وخلیفہ بن کر روحانی واخلاقی حدود وقیود میں رہ کر کریں گے، کفار واشرار،شر وشیطنت کے علمبردار اس کے حامل بن جائیں گے تو وہ اس کا ایسا ہی استعمال کریں گے، جیسے آج شر کی قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کی طرف سے ہو رہا ہے،علم و سائنس کے بل بوتے پر مہلک ترین جدید ایٹمی ، کیمیاوی اور جراثیمی ہتھیار صرف اس لیے نہیں بنائے جا رہے کہ ملک و وطن کی حفاظت ودفاع کے موقع پر کام آئیں، بلکہ اس لیے بنائے اور اسلحہ خانے بھرے جا رہے ہیں کہ ساری دنیا کو اپنا غلام بنایا جائے ،انسانوں سے خدا کی بجائے اپنی عظمت و کبریائی کا کلمہ پڑھایا جائے ،پسماندہ قوموں میں مکر وسیاست سے اختلافات وتنازعات پیدا کر کے پھر ان متحارب دونوں طرف کی قوموں کو اسلحہ بیچ کر ان کو لڑا لڑا کر کمزور کر دیا جائے اور اس خون ریزی کی تجارت سے اپنی تجوریاں بھری جائیں، جو قوم آسانی سے قابو نہ آئے اس پر ایٹم بم برسا کر ان کی نسلیں فنا کی جائیں،اس کی مثال تو تلوار کی طرح ہے،تلوار یا بندوق بذاتِ خود ایک کارآمد چیز ہے،لیکن پاسبان ورکھوالے کے ہاتھ میں ہوگی تو دفاع وتحفظ کے کام آئے گی ،ڈاکو کے ہاتھ میں یہی تلوار جائے گی تو لوٹ مار اور شر و شرارت کے لیے خون ریزی میں استعمال ہوگی،علم کو دل (یعنی روح اور روحانی حقائق واقدار جو انبیاء اور ان کی شریعتوں نے سکھلائے ہیں) سے ہم آہنگ کرو گے تو یہ دنیا وآخرت میں تمہارا ہمدرد دوست بنے گا، جب کہ تن سے یعنی جسم وجسمانی خواہشات اور محض مادی ودنیوی منفعتوں کے حصول کے لیے علم کو آلہ کار بناؤ گے تو یہی علم منقش سانپ ہے، جو ڈسے گا اور اس کا زہر پورے معاشرے میں پھیلے گا، پوری دنیا کی فضا مسموم وزہر آلودہ ہو جائے گی۔

مریدِ ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند یاد ہے مجھ کو تیرا حرفِ بلند

''خشک مغز و خشک تار و خشک پوست — از کجا میں آید ایں آواز دوست''
دورِ حاضر مستِ چنگ بے سرور — بے ثبات و بے یقیں و بے حضور
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا — دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا
آہ یورپ! با فروغ و تابناک — نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک

پیر رومی

برسماعِ راست ہر کس چیر نیست — طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

مطلب:......سماع ہر شخص کے لائق نہیں، ہر پرند کی خوراک انجیر نہیں۔

توضیح:......انسان روح اور بدن دو چیزوں سے مرکب ہے، بدن اور جسمِ انسانی مادی و دنیوی چیز ہے، دنیا کے مادی اجزاء و عناصرِ اربعہ ہوا، آگ، پانی اور مٹی سے تشکیل پذیر ہوا ہے، انسان کی شکل وصورت، ناک نقشہ، خدوخال، لڑکپن، جوانی بڑھاپا، سب اس مٹی کے مختلف رنگ وروپ ہیں، اور اس جسم کے مادی ہونے اور دنیوی ناسوتی عناصر سے مرکب ہونے کی وجہ سے انسان کی ساری جسمانی ضروریات بھی (کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا، رہنا سہنا وغیرہ سب) مادی و دنیوی ہیں، دنیا کی چیزوں سے، زمینی پیداواروں سے، نبات، جماد وحیوانات سے حاصل ہوتے ہیں، دنیا سے اپنی یہ ضروریات پوری کرنے، اور دنیا کی سب چیزوں کو، نبات، جماد وحیوان کو اپنے کام میں لانے کے لیے اللہ نے انسان کو عقل وسمجھ کا روشن چراغ دیا ہے، لیکن انسان کی ہستی کا دوسرا جزء روح، مادی و دنیوی چیزیں نہیں، یہ عرش سے اللہ کے غیبی خزانوں سے براہ راست فرشتہ لے کر آتا ہے، رحمِ مادر میں بچے کے جسم میں داخل کرتا ہے، اور موت کے وقت یہ روح جسم سے الگ ہو کر واپس چلی جاتی ہے، فنا نہیں ہوتی، جبکہ جسم موت کے بعد خاک میں مل کر دوبارہ خاک ہو جاتا ہے، تو روح کی بھی غذا اور ضروریات ہیں جس کے بغیر روح پنپتی، پھلتی پھولتی نہیں، حالانکہ قدرت کی منشاء یہ ہے کہ دنیا میں جس طرح انسان کا جسم مادی غذائیں کھا کر پنپتا، پھلتا پھولتا ہے، روح بھی اپنی غذا حاصل کر کے پنپتی اور ترقی کرتی رہے، اس صورت میں انسان کی ہستی مکمل ہوتی اور دنیا و آخرت میں عروج و بلند پروازی اور اللہ کی لطیف نعمتوں سے استفادہ کرنے کے قابل بنتی ہے، تو روح چونکہ عالمِ بالا سے آتی ہے اس کی غذا بھی عالمِ بالا سے آتی ہے اور وہ غذا انبیاء پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں، جس کا حاصل ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں، اللہ کا مطالبہ، نبیوں کا مطالبہ بندوں سے ایمان و اعمالِ

صالحہ بجالانے کا اس وجہ سے ہے تاکہ روح کو اس کی غذا ملے، اور انسان کی ہستی مکمل ہوجائے، جسم وروح، ظاہر وباطن، دونوں کی تکمیل ہوجائے، تاکہ انسان عالم ناسوتی کے ساتھ عالمِ ملکوتی سے استفادہ کے بھی قابل ہوجائے، عالمِ بالا اور عالمِ جنت سے ہم آہنگ ہوجائے، المیہ یہ ہوا کہ زمانہ حاضر میں علم اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی زمام کاران مغربی اقوام کے ہاتھ آگئی جو روح کی اہمیت سے روح کی حقیقت سے، روح کی ضروریات اور غذاؤں سے، انبیاء کی تعلیمات اور وحی الہیٰ کی رہنمائی کا انسان کی تکمیل کے لیے ناگزیریت سے یکسر منکر تھیں، بلکہ اکثر ان میں سے خود خدا اور خالق ومالک کے وجود کے بھی منکر ہوگئے، جس کے نتیجے میں انہوں نے صرف جسم انسانی اور جسمانی ضروریات وتقاضوں کو، مادہ اور مادی خواہشات کی تکمیل کو دنیا اور دنیوی زندگی میں خوش عیشی کو ہی اول وآخر سب کچھ سمجھ لیا، اور سب سائنسی علوم وترقیوں کو جسمانی آسودگی، مادی خواہشات کی تکمیل اور دنیوی زندگی کو لذتوں سے بھرنے کے لیے وقف کردیا، مولانا کے شعر ؎

خشک مغز وخشک تار وخشک پوست　　　　از کجا می آئد ایں آواز دوست

سے مادہ پرستوں کی یہی یک رخی مراد ہے، اقبال مولانا سے مخاطب ہیں کہ آپ کے اس شعر کا صحیح مصداق اس زمانے میں یورپ اور اس کی ترقی ہے، اور مغرب کی تقلید میں برپا ہونے والا عالمی تمدن اور نظام ہے، کہ یہ باطنی وجدان اور روحانی طمانیت اور ذوقِ یقین سے یکسر بے گانہ ونامانوس اور محروم ہے، روحانی طمانیت وسرور کی کمی یہ راگ رنگ، رقص وموسیقی، ناچ گانے، فحاشی وعریانی کی وقتی اور حرام لذتوں سے اور اباحیت پرستی کی گوناگوں شکلوں سے حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے، جس کے نتیجے میں اس کی ساری ترقیاں اسے بربادی ونامرادی اور انسانی شخصیت کے ادھورے پن اور بے چینی کی طرف ہی لے جارہی ہیں، مولانا جواب دیتے ہیں کہ ہاں علم وفن (سائنس وٹیکنالوجی) بہت کچھ آجانے سے چونکہ یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو اللہ کی معرفت بھی حاصل ہوجائے اور وہ ہستی وذات کی حقیقت واصلیت تک پہنچ جائے، اس لیے یہ علم وفن کچھ بھی نہیں جو انسان کی ہستی کو مکمل نہ کرا سکے، حقیقی علم وفن تو وہ ہے جس سے جسمانی ومادی کے ساتھ روحانی حقائق بھی کھل جائیں، اور وہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے ماننے والوں کو، ہدایت کے صحیح طلب گاروں اور شر وشرارت سے دور رہنے والوں کو دیتے ہیں، جیسے پرندے تو سب فضا میں اڑتے ہیں لیکن انجیر جیسے پاکیزہ پھل اور غذا کھانے کی صلاحیت واہلیت گدھ اور چیل میں نہیں ہوتی یہ تو پاکیزہ دماغوں اور پاکیزہ فطرت کے حامل پرندوں ہی کی غذا بنتی ہے، گدھ اور چیل کی قسمت میں شاہین کی طرح

اولوالعزمی، غیرت کہاں، بلبل و مینا کی طرح پاکیزہ مزاجی اور کبوتر کی طرح لطافت ونفاست کہاں؟

مولانا کے اس مصرعے سے یہی مقصود ہے ؎ طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

اقبال ہی دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں   کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

سائنس وٹیکنالوجی کے فنون پہ دسترس حاصل ہوجانے سے ہی انسانیت بھی آجائے یہ ضروری نہیں، ورنہ مغرب آج سائنس وٹیکنالوجی کے عروج وکمال پر پہنچ کر اخلاقی اعتبار سے جانوروں اور درندوں کی سطح سے بھی نیچے نہ گرتا، فاعتبروا یا اولی الابصار.

اے عقل وخرد کے وارث لوگو! یورپ سے آج کچھ لینے کی اتنی ضرورت نہیں جتنا اسے کچھ دینے کی ضرورت ہے، جو تمہارے پاس بہت ہے اس کے پاس نہیں، دوسو سال سے اس سے بھلا برا اور سب گند، بلا لے رہے ہیں اسے کچھ دینے والے بھی بنو، اسے وہ چیز دو جس کا وہ سب سے زیادہ محتاج ہے، ایمان و یقین، روحانیت، خداپرستی، آخرت کا ذوق وشوق، دنیا کی بے ثباتی وناپائیداری کا عقیدہ۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ   اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے

(جاری ہے)

....

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام   صفحات: 174

نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے فضائل واحکام

نماز کے بعد مسنون دُعاؤں اور اذکار کی فضیلت اور دیگر متعلقہ مسائل پر بحث، نماز کے بعد مسنون دعاؤں واذکار مثلاً تسبیحِ فاطمی، آیۃ الکرسی، معوّذتین وغیرہ سے متعلق احادیث وروایات اور اُن کی تحقیق، عورت ومرد، تنہا اور باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے اور باجماعت پڑھی گئی نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کے دُعا کرنے کا شرعی حکم، دُعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی شرعی حیثیت، دُعا کے بلند یا آہستہ آواز سے کرنے؟ سنتوں کے بعد امام اور مقتدیوں کے مل کر دعا کرنے اور جمعہ وعیدین کے بعد دعا اور نماز کے بعد دائیں بائیں رُخ کرنے پر کلام

یہ اور ان جیسے مسائل پر معتدل ومدلّل باحوالہ گفتگو

مصنّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

سونے چاندی کے خزانے سے بہتر خزانہ کی دعا

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت لوگ سونے چاندی کے خزانے جمع کر رہے ہوں، تم ان کلمات کا خزانہ جمع کرنا، وہ کلمات یہ ہیں کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْأَمْرِ، وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ، وَأَسْأَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ، وَأَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا، وَأَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّکَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے (دین میں) ثابت قدمی، اور ہدایت پر استقامت کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ کی بہترین عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے قلبِ سلیم (حاصل ہونے کا) سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے سچی زبان (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے جو کچھ آپ جانتے ہیں ان کی خیر (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے جو کچھ آپ جانتے ہیں ان کے شر سے پناہ (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور ان تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں جو آپ کے علم میں ہیں، کیونکہ آپ ہی علاّمُ الغیوب ہیں۔

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۱۱۴، واللفظ لہٗ؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۰۷؛ نسائی، رقم الحدیث ۱۳۰۴)

Idara Ghufran

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر مجلسوں کی دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا کم ہی ہوتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھتے ہوں اور ان کلمات کے ذریعے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے دعا نہ مانگتے ہوں:

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا یَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ، وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ، وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْیَیْتَنَا، وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا أَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا .

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہمارے اندر اپنا اتنا خوف پیدا فرما دیجئے کہ (اس خوف کی وجہ سے) آپ ہمارے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو جائیں، اور ہمیں اپنی اتنی اطاعت نصیب فرمائیے کہ اس (اطاعت) کی وجہ سے آپ ہمیں جنت میں پہنچا دیں، اور ہمیں اتنا یقین عطا فرمائیے کہ اس (یقین) کی وجہ سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان فرما دیں، اور ہمیں ہماری سماعتوں، اور ہماری بینائیوں اور ہماری قوتوں سے اس وقت تک فائدہ پہنچائیے جب تک کہ آپ ہمیں زندہ رکھیں اور اس نفع پہنچانے کو ہمارا وارثہ بنائیے (یعنی ہمارے تمام اعضاء کو ہمارے آخری دَم تک سلامت رکھیے) اور جس نے ہم پر ظلم کیا اُس سے ہمارا انتقام لیجیے، اور جو ہم سے دشمنی کرے اُس پر ہماری مدد فرمائیے، اور ہمارے دین میں ہمارے لئے مصیبتیں پیدا نہ فرمائیے اور دنیا کو ہمارے لئے فکر کا مرکز نہ بنائیے، اور (دنیا کو) ہماری معلومات کی انتہاء (بھی) نہ بنائیے (کہ ہماری نظر دنیا تک محدود ہو) اور جو ہم پر رحم نہ کریں انہیں ہم پر مسلط (وغالب) نہ فرمائیے (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۰۲، واللفظ لہٗ؛ وسنن کبریٰ نسائی)

ہدایت حاصل ہونے اور نفس کے شر سے بچنے کی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کہ اپنے لئے ہدایت اور سیدھا ہونے کی دعا اس طرح کیا کرو کہ ہدایت کی دعا کرتے وقت اپنے راستہ کی ہدایت اور سیدھا کرنے کی دعا کرتے وقت تیر کے سیدھا ہونے کو پیشِ نظر رکھو، اور یہ کہو کہ:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ.

ترجمہ: اے اللہ مجھے ہدایت عطا فرمایئے اور سیدھا رکھئے (مسلم، رقم الحدیث ۲۷۲۵)

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں

(مسلم، رقم الحدیث ۲۷۲۱، واللفظ لہ؛ ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۸۹؛ ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۸۳۲)

اور حضرت عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ اور قبیلہ قیس کی ایک خاتون صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ خَطَئِیْ وَعَمْدِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْتَھْدِیْکَ لِأَرْشَدِ أَمْرِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ.

ترجمہ: اے اللہ! میری لغزشوں اور جان بوجھ کر کئے ہوئے گناہوں کو معاف فرما دیجیے، اے اللہ! میں آپ سے اپنے لئے بہترین معاملے کی ہدایت مانگتا ہوں، اور میں اپنے نفس کی بُرائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں (مسلم، رقم الحدیث ۲۷۲۱)

باہمی اُلفت واصلاح کی جامع دعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چند کلمات اس (اہتمام کے ساتھ) سکھاتے تھے، جس (اہتمام کے ساتھ) ہمیں تشہد سکھاتے تھے، وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ أَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا، وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّوْرِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا، وَمَا بَطَنَ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ أَسْمَاعِنَا، وَأَبْصَارِنَا، وَقُلُوْبِنَا، وَأَزْوَاجِنَا، وَذُرِّیَّاتِنَا، وَتُبْ عَلَیْنَا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعَمِکَ، مُثْنِیْنَ بِھَا عَلَیْکَ، قَابِلِیْنَ لَھَا وَأَتِمَّھَا عَلَیْنَا.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے دِلوں میں اُلفت دیجیے، اور ہمارے باہمی تعلقات کی اصلاح فرمائیے، اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھائیے، اور ہمیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالئے، اور ہمیں ظاہری اور باطنی بے حیائیوں سے علیٰحدہ رکھیے، اور ہمارے سُننے میں اور ہمارے دیکھنے میں اور ہمارے دِلوں میں اور ہماری بیبیوں میں، اور ہماری اولاد میں برکت دیجیے، اور ہماری توبہ قبول فرمائیے، اس لئے کہ آپ ہی توبہ قبول کرنے والے، مہربان ہیں، اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار اور ثناء خواں، اور نعمتوں کے قابل بنائیے، اور ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا فرمادیجئے۔

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۷، واللفظ لہٗ؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۹٦۹، باختلاف الالفاظ اختلافاً یسیراً؛ ابنِ حبان)

غ

پیارے بچو! بنتِ فاطمہ

تیل اور پانی کے درمیان گفتگو

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسانوں کو پیدا کیا ہے، اسی طرح پانی، تیل اور دوسری سب چیزوں کو بھی پیدا کیا ہے، اور جس طرح انسانوں کو زندگی دی ہے، اسی طرح دوسری چیزوں کو بھی زندگی دی ہے؛ مگر ہر چیز کی زندگی الگ الگ طرح کی ہے۔

اسی زندگی کی وجہ سے ہر چیز اپنے اپنے کام کرتی ہے، اور اپنی زبان میں بولتی بھی ہے۔

پیارے بچو! آج ہم آپ کو تیل اور پانی کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو کے بارے میں بتاتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گلاس میں تیل اور پانی تھا۔

بچو! آپ کو پتہ ہے کہ اگر کسی گلاس میں تیل اور پانی ڈالا جائے تو گلاس میں تیل اوپر ہوگا، اور پانی نیچے ہوگا۔

تو پانی نے تیل سے شکایت کی اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں نیچے رہتا ہوں، اور تم اوپر رہتے ہو، حالانکہ میں پانی ہوں، اور میں صاف شفاف ہوتا ہوں۔

پیارے بچو! پانی خوب صورت اور روشن دکھائی دیتا ہے، پانی کو اگر کوئی استعمال کرے تو اس کی طبیعت خوش ہوتی ہے، اس لئے پانی خوب سیرت بھی ہوتا ہے؛ غرض پانی میں اچھی اچھی خوبیاں ہیں۔

اور پانی نے تیل سے یہ بھی کہا ہے کہ تم تیل ہو، خود بھی میلے ہو اور جس پر گر جاتے ہو، اُسے بھی میلا کر دیتے ہو، کوئی چیز تم سے دھوئی نہیں جاسکتی، تمہیں چاہیے تھا کہ تم نیچے ہوتے، اور میں اوپر ہوتا، مگر معاملہ اس کے اُلٹ ہے کہ میں نیچے ہوں، اور تم اوپر ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

تیل نے جواب دیا کہ جی ہاں! یہ سب باتیں ٹھیک ہیں، لیکن اس کی وجہ سُنو!!!

تم نے کبھی محنت اور مجاہدہ نہیں کیا، بچپن سے اب تک ہمیشہ ناز اور نخروں میں رہے ہو، اور اسی حالت میں پلے بڑھے ہو، بچپن میں فرشتے تمہیں آسمان سے اُتار کر بڑے پیار سے زمین پر لائے، پھر جس نے تمہیں دیکھا، عزت کے ساتھ برتنوں میں لے لیا، اور بڑے شوق سے تمہیں استعمال کیا؛ تم نے ہمیشہ عزت ہی عزت اور ناز ہی ناز دیکھا، اور تمہاری دھوپ سے بھی حفاظت کی جاتی ہے۔

اور اب میری حالت بھی سُن لو!!!

Idara Ghufran

مجھے تم جو اپنے سے اوپر اور بلند دیکھ رہے ہو، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سے میری ابتداء ہوئی ہے، میں نے مجاہدہ اور محنت ہی محنت اور مشقت ہی مشقت دیکھی ہے۔

جب میں سرسوں کے پودے پر پیدا ہوا، تو مجھے سب سے پہلے اس مجاہدہ اور محنت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا کہ میں منوں من مٹی کے نیچے دبا پڑا رہا۔

دوسری محنت اور مشقت میرے اوپر یہ پڑی کہ سینکڑوں من مٹی کی وجہ سے میرا جگر پھٹ گیا۔

تیسری مشقت میرے اوپر یہ ہوئی کہ مجھے منوں من مٹی سے باہر نکلنا پڑا۔

چوتھی مشقت یہ ہوئی کہ جب میں زمین سے باہر نکلا تو سورج کی گرمی سے میں تپتا رہا۔

پانچویں مشقت یہ جھیلنی پڑی کہ جب میں کچھ بڑا ہوا تو درانتی اور چاقو وغیرہ سے مجھے کاٹ دیا گیا۔

چھٹی مشقت یہ کہ بیلوں کے پاؤں میں مجھے روند دیا گیا۔

آخر میں ساتویں مشقت تو بہت تکلیف دینے والی تھی، اور وہ یہ کہ مجھے مشینوں میں ڈال کر کچلا گیا۔

ان محنت اور مشقت کے کٹھن مرحلوں کے بعد آج میں تیل کی شکل میں یہاں موجود ہوں۔

میری ساری زندگی مشقتوں اور محنتوں میں ہی گزری ہے، اور جو کوئی محنت اور مشقت برداشت کرتا ہے، اُس کا درجہ اور مقام بھی اونچا اور بلند ہوتا ہے۔

اور جس نے کوئی محنت نہیں کی، اور نہ ہی مشقت جھیلنی پڑی، ہمیشہ ناز نخروں میں ہی پلتا رہا، اُس کا درجہ اور مقام بھی نیچا ہوتا ہے۔

پیارے بچو! اس لئے کہتے ہیں کہ محنت اور مشقت کرنی چاہئے، اور ناز نخروں میں نہیں رہنا چاہئے، کیونکہ محنت اور مشقت کرنے سے کامیابی اور بلند درجہ ملتا ہے، جبکہ ناز نخروں کی زندگی گزارنے والا اگرچہ کتنا ہی اچھا ہو، مگر وہ بلند نہیں ہوتا۔

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام — قیمت:-/320

وتر کی نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت، وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اور اس کا ثبوت، وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اور اس کا طریقہ، اور وتر اور قنوت کے اہم مسائل۔ مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

ماہواری کے بعض احکام (قسط۳)

معزز خواتین!

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خَرَجْنَا لاَ نَرَى إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، قَالَ :مَا لَكِ أَنُفِسْتِ؟ .قُلْتُ :نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ قَالَتْ :وَضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ (رواه البخاری، کتاب الحيض،باب كيف كان بدء الحيض وقول النبی صلی الله عليه وسلم :هذا شیء كتبه الله علی بنات آدم)

ترجمہ: ہم (لوگ مدینہ منورہ سے) صرف حج کا خیال کر کے نکلے پس جب ہم (مقامِ) سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا، پھر رسولِ خدا ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے لہٰذا جو کام حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی وہی کرو سوائے اس کے کہ تم بیت اللہ کا طواف نہ کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی (صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب کیف کان بدأ الحیض، ج ا ص ۴۳)

اسی حدیث کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ :خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ نَذْكُرُ إِلَّا الحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ :مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ :لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ العَامَ، قَالَ :لَعَلَّكِ

Idara Ghufran

نُفِسْتِ؟ قُلْتُ :نَعَمْ، قَالَ :فَإِنَّ ذَلِکِ شَیْءٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي (رواہ البخاری، کتاب الحیض، باب ماتقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف بالبیت، ج ا ص ۴۴)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، ہمارا صرف حج کا ارادہ تھا، پس جب ہم سرف (کے مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض آ گیا، پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا یہ چاہتی ہوں کہ کاش میں نے اس سال حج کا ارادہ نہ کیا ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تمہیں حیض آ گیا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تمام بیٹیوں پر لکھ دی ہے (اس میں رونا کیا) جو کام حج کرنے والا کرتا ہے تم بھی وہ سب کروسوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک کے پاک نہ ہو جاؤ (صحیح بخاری، کتاب الحیض، ج۱، ص۴۴)

تشریح:......اس حدیث پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو واقعہ بیان فرمایا ہے وہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا تھا، حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس ﷺ بہت سارے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف حج کرنے کے ارادے سے نکلے تھے، اور مدینہ منورہ چونکہ میقات سے باہر (آفاق میں) واقع ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اور آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام اور ازواج مطہرات نے مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ (جو مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے) سے احرام باندھا، اور ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہیں سے احرام باندھا ہوگا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب سرف نامی جگہ پر پہنچے تو مجھے حیض آنا شروع ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض شروع ہونے پر یہ سوچ کر رنج ہونے لگا کہ اب حضور ﷺ کے ساتھ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل نہ ہو سکے گی اور اس رنج کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، جب حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ حیض ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تمام بیٹیوں کے لیے لکھ دی ہے، مراد یہ تھی کہ یہ چیز صرف آپ کے لیے ہی نہیں بلکہ اس میں تو ساری

عورتیں مبتلا ہیں۔

اس لیے حیض جاری ہونے پر تو اس بات سے تسلی واطمینان حاصل کرنا چاہیے کہ اس میں، میں اکیلی مبتلا نہیں ہوں بلکہ اس میں تو ساری عورتیں ہی مبتلا ہیں، رہا یہ کہ اس کی وجہ سے آپ ﷺ کی معیت میں حج کرنے کی سعادت سے محرومی ہوگی تو اس کا حل حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ کام جو حج کرنے والا کرتا ہے آپ بھی کرتی رہیں، اور جب حیض سے پاک ہوجائیں تو پھر بیت اللہ کا طواف بھی کرلیں۔

اس حدیث پاک سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر کسی خاتون کو احرام کی حالت میں حیض کا خون جاری ہوجائے تو اس کا احرام ختم نہیں ہوتا بلکہ وہ بدستور احرام کی حالت میں رہتی ہے اور جب تک شرعی اصولوں کے مطابق حج یا عمرہ مکمل کرکے یا دم ادا کرکے احرام کھل نہ جائے اس وقت تک وہ برابر احرام کی پابندیوں میں رہے گی۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حیض کی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرنا جائز نہیں، خواہ فرض وواجب طواف ہو یا نفل۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ حیض جاری ہونے پر عورت کو پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ سوچنا چاہیے کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں، نیز یہ کہ میں اکیلی اس میں مبتلا نہیں ہوں، بلکہ ساری خواتین (خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر، نیک ہوں یا بری) کو اس سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ حیض سے پاک ہوکر غسل کرنے کے بعد عورت کو فرض یا واجب طواف جو حیض کی وجہ سے رہ گیا تھا کرنا چاہیے۔

حجۃ الوداع ہی کے موقع کا ایک اور واقعہ یوں منقول ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ، كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: اغْتَسِلِي، وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي (رواه مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبى صلى الله عليه وسلم، ج ۱ ص ۳۹۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے بعد) رسول ﷺ مدینہ منورہ میں نو سال قیام فرمار ہے (اور اس عرصہ میں کسی سال بھی) حج نہیں کیا پھر (دسویں سال) آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (اس سال) حج ادا کرنے والے ہیں (یہ اعلان سن کر) کثیر تعداد میں لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہو گئے (تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہو سکیں) چنانچہ ہم لوگ (حج کے ارادہ سے) آپ کے ساتھ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب ہم (مدینہ منورہ کے میقات) ذوالحلیفہ (کے مقام پر) پہنچے تو (وہاں) حضرت اسماء بنتِ عمیس (جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ تھیں) کے ہاں محمد بن ابوبکر کی ولادت ہوئی، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سوال بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم غسل کرلو اور کسی کپڑے کا لنگوٹ کس لو اور احرام باندھ لو (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۴)

تشریح:...... بچے کی ولادت کے بعد عورت کی شرمگاہ کے راستے سے جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں، اس کے احکام بھی وہی ہیں جو حیض کے احکام ہیں چونکہ دیگر خواتین وحضرات صحابہ کرام کی طرح حضرت اسماء بنتِ عمیس بھی حج کے ارادے سے نکلی تھیں اور سب حضرات نے ذوالحلیفہ سے ہی احرام بھی باندھا تھا جو کہ مدینہ منورہ کی میقات ہے، اس لیے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اس نئی صورتحال سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، حضور ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ غسل کرلو، اور لنگوٹ کس لو اور احرام باندھ لو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نفاس کی حالت میں حج کا احرام باندھنا جائز ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حیض ونفاس کی حالت میں اگر کسی خاتون کو احرام باندھنا پڑ جائے تو احرام سے پہلے جو غسل کرنا مسنون ہے وہ حیض ونفاس والی عورت کو بھی احرام باندھنے سے پہلے کرنا چاہیے، لیکن

Idara Ghufran

اس غسل کر لینے سے عورت حیض ونفاس سے پاک شمار نہ ہوگی، اس لیے کہ وہ غسل نظافت (صفائی) کے لیے ہوتا ہے نہ کہ طہارت (پاکی) کے لیے۔

ایک حدیث پاک میں یوں ارشاد ہے:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ ، فَقَالُوا :بَلَی، قَالَ :فَاخْرُجِی (رواه البخاری، کتاب الحیض، باب المرأة تحیض بعد الافاضة، ج ۱ ص ۴۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے موقع پر) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آنا شروع ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ وہ ہمیں سفر سے روک دے گی (یعنی اگر اس نے طواف زیارت نہیں کیا تو ہمیں اس کی وجہ سے رکنا پڑے گا پھر آپ نے دریافت فرمایا) کیا اس نے تمہارے ساتھ طوافِ (زیارت) نہیں کیا؟ عرض کیا کہ جی ہاں طوافِ (زیارت) تو کر چکی ہے، فرمایا (بس تو اس سے کہو کہ مدینہ منورہ کے لیے) روانہ ہوجائے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۷)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کسی خاتون کو طوافِ زیارت (جو کہ حج کا رکن ہے اور اس کا ادا کرنا بہر صورت فرض ہوتا ہے) کرنے سے پہلے حیض آ جائے اور حیض کی وجہ سے وہ طوافِ زیارت نہ کر سکے تو وہ جب تک حیض سے پاک ہوکر غسل کر کے طوافِ زیارت نہ کر لے اس وقت تک اس کا وطن واپس چلے جانا جائز نہیں اور اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے یہ خیال فرما کر کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے طوافِ زیارت نہیں کیا یہ فرمایا کہ شاید ہمیں اس کی وجہ سے رکنا پڑے، لیکن جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ طوافِ زیارت کر چکی ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں روانہ ہونے کے لیے فرما دیا، جس سے پتہ چلا کہ حائضہ خاتون کے لیے حیض کی وجہ سے طواف وداع (جو کہ حج سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ وطن روانگی کے موقع پر کیا جاتا ہے اور جو میقات سے باہر آنے والے حاجی پر واجب ہوتا ہے) چھوڑ کو وطن واپس چلے آنا جائز ہے اور اس صورت میں اس پر کچھ جزا، دم، یا صدقہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔ (جاری ہے......)

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

تحیۃ الوضوء کی نماز کے فضائل واحکام

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
تحیۃ الوضوء کی نماز کون سی نماز کہلاتی ہے؟ اور یہ قرآن وسنت کے کون سے دلائل سے ثابت ہے؟ تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۂ راشد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶ "۳" واللفظ لهٗ، بخاری، رقم الحديث ۱۹۳۴)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگایا، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو (گٹوں تک) تین مرتبہ دھویا، پھر کلی کی، اور ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اسی طرح (کہنی تک تین مرتبہ) دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر بائیں پاؤں کو اسی طرح (ٹخنوں تک تین مرتبہ) دھویا، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں اپنے آپ سے کوئی بات نہیں کی، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے سنت کے مطابق وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ ان کی وجہ سے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، اور محدثین کے نزدیک اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔

ان دو رکعتوں کو ''شکرُ الوضوء'' یا ''تحیۃُ الوضوء'' کہا جاتا ہے۔

اور ان دو رکعتوں میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے معاملات کی طرف اپنے ارادہ اور قصد سے توجہ نہیں کی، اور خشوع و اخلاص اور دل کے استحضار کے ساتھ نماز پڑھی، جس میں دکھلاوا اور ریاء کاری وغیرہ شامل نہیں تھی۔ [1]

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَ ہٗ، ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یَسْھُوْ فِیْھِمَا، غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۹۰۵، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۵۴) [2]

---

[1] (ثم قال) : أی :النبی -صلی الله علیه وسلم -حین فرغ من وضوئه (من توضأ نحو وضوئی هذا) أی جامعا لفرائضه وسننه (ثم یصلی رکعتین) : فیه استحباب رکعتین عقیب کل وضوء ولو صلی فریضة حصلت له هذه الفضیلة کما تحصل تحیة المسجد بذلک (لا یحدث نفسه) : أی :لا یکلمها (فیهما بشیء) من أمور الدنیا وما لا یتعلق بالصلاة، ولو عرض له حدیث فأعرض عنه عفی له ذلک وحصلت له الفضیلة لأنه تعالی عفا عن هذه الأمة الخواطر التی تعرض ولا تستقر کذا قاله الطیبی .وقیل :أی بشیء غیر ما یتعلق بما هو فیه من صلاته وإن تعلق بالآخرة وقیل بشیء من أمور الدنیا لأن عمر رضی الله تعالی عنه کان یجهز الجیش وهو فی الصلاة یعنی یکون قلبه حاضرا وقیل :معناه إخلاص الصلاة لله یعنی لا تکون صلاته للریاء والطمع (غفر له) : بصیغة المجهول (ما تقدم من ذنبه) : أی :من الصغائر، ویفهم منه أن الغفران مرتب علی الوضوء مع الصلاة .ومن الحدیث المتقدم ترتبه علی مجرد الوضوء لمزید فضله .قال ابن الملک .وفیه أن للصلاة مزیة علی الوضوء دون العکس کما هو ظاهر مقرر، فإنه وسیلة وشرط لها، ویمکن أن یقال کل منهما مکفر أو الوضوء المجرد مکفر لذنوب أعضاء الوضوء ، ومع الصلاة مکفر لذنوب جمیع الأعضاء ، أو الوضوء مکفر للذنوب الظاهرة، ومع الصلاة مکفر للذنوب الظاهرة والباطنة والله أعلم(مرقاة المفاتیح، ج ۱ ص ۳۴۸، کتاب الطهارة)

[2] فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں غفلت (و بے توجہی) اختیار نہیں کی، تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کا مضمون بھی گزشتہ حدیث کے مطابق ہے۔[1]

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلّٰى غَيْرَ سَاهٍ وَلَا لَاهٍ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَقَالَ يَحْيٰى، مَرَّةً: غُفِرَ مَا كَانَ قَبْلَهَا مِنْ سَيِّئَةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۴۴۸، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۲۱) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے وضو کیا، اور اچھی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا، پھر غفلت اور لاپرواہی کے بغیر (توجہ اور اخلاص وخشوع کے ساتھ) نماز پڑھی، تو اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور حضرت یحییٰ راوی نے ایک روایت میں یہ فرمایا کہ اس کی گزشتہ خطاء معاف کردی جائے گی (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (نسائی، رقم الحديث ۱۵۱)

---

[1] (وعن زيد بن خالد الجهنی) : هو من جهينة، نزل الكوفة ومات بها، روى عنه عطاء بن يسار وغيره، قاله الطيبی (قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من صلى سجدتين ") : قال الطيبی :غلبت السجدة على سائر الأركان كما غلبت الركعة عليها (لا يسهو) : أی :لا يغفل (فيهما) : قال الطيبی :أن يكون حاضر القلب أو يعبد الله كأنه يراه (غفر الله له ما تقدم من ذنبه) : قيد بالصغائر، وإن كان ظاهره شمول الكبائر (رواه أحمد) : قال ميرک ورواه أبو داود بلفظ " :من توضأ فأحسن وضوءه ثم صلى ركعتين لا يسهو بينهما غفر له ما تقدم من ذنبه "اهـ .وقوله :بينهما أی :فيما بين أفعال الركعتين ;ليوافق قوله فيهما . والله تعالى أعلم (مرقاة المفاتيح، ج۲ ص۵۱۴، ۵۱۵، كتاب الصلاة)

[2] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا، اور اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، جن میں اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ رہا، تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اپنے دل اور چہرہ کے ساتھ متوجہ رہنے کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اپنے باطن یعنی دل کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہر سے بھی متوجہ رہا، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے چہرہ، نظر اور ہاتھ پاؤں کو اِدھر اُدھر متوجہ نہیں کیا، اور ان کو سنت و مستحب طریقہ پر نماز میں مشغول و پابند رکھا۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِأَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَہٗ، عِنْدَکَ فِی الْإِسْلَامِ مَنْفَعَۃً، فَإِنِّیْ سَمِعْتُ اللَّیْلَۃَ خَشْفَ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ قَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِی الْإِسْلَامِ أَرْجٰی عِنْدِیْ مَنْفَعَۃً، مِنْ أَنِّیْ لَا أَتَطَھَّرُ طُھُوْرًا تَامًّا، فِیْ سَاعَۃٍ مِّنْ لَیْلٍ وَلَا نَھَارٍ، إِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطُّھُوْرِ، مَا کَتَبَ اللّٰہُ لِیْ أَنْ أُصَلِّیَ (مسلم، رقم الحدیث ۲۴۵۸ "۱۰۸"، واللفظ لہٗ، شرح السنۃ للبغوی، رقم الحدیث ۱۰۱۱) [2]

---

[1] (وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- (ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه): أغرب ابن حجر وقال: أى بأن يأتى بواجباته ويحتمل مكملاته اهـ. فإن إحسان الوضوء بعد التوضؤ لا يحتمل غير المكملات مع أن فى لفظه الإحسان دلالة عليه وإشارة إليه (ثم يقوم) : أى: حقيقة أو حكما سيما إذا كان يعذر فإطلاقه جرى على الغالب لا أنه قيد احترازى، وثم للترقى (فيصلى ركعتين، مقبل عليهما) : أى: على الركعتين (بقلبه) : أى: باطنه (ووجهه) : أى ظاهره أو ذاته. قال الطيبى: مقبل، وجد بالرفع فى الأصول وفى بعض النسخ مقبلا منصوبا على الحال يعنى حال كونه متوجها، وكونه مرفوعا مشكل لأنه إما صفة لمسلم على أن من زائدة ففيه فصل، وإما خبر مبتدأ محذوف والجملة حال، وهو أيضا بعيد لعدم الواو إلا أن يجعل من قبيل فوه إلى فى، والأولى أنه فاعل تنازع فيه الفعلان من باب التجريد مبالغة اهـ. والأظهر أنه صفة مسلم وليس الفصل أجنبيا (إلا وجبت له الجنة) أى: إنه تعالى يدخل الجنة بفضله بحيث لا يخالف وعده ألبتة كمن وجب عليه شىء (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج ۱، ۳۴۹، كتاب الطهارة)

[2] قال البغوى:

هَذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، أَخْرَجَهُ مُحَمَّدٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ نَصْرٍ، وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ، كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ.

الْخَشْفَةُ: الصَّوْتُ لَيْسَ بِالشَّدِيدِ، يُقَالُ: خَشَفَ يَخْشِفُ خَشْفًا: إِذَا سَمِعْتَ لَهُ صَوْتًا، أَوْ حَرَكَةً (شرح السنة، للبغوى، بَابُ فَضْلِ مَنْ تَطَهَّرَ فَصَلَّى عُقَيْبَهُ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فجر کی نماز کے وقت فرمایا کہ اے بلال! آپ مجھے اسلام کی حالت میں اپنا وہ عمل بتایئے کہ جس کے زیادہ نفع بخش ہونے کی آپ زیادہ امید رکھتے ہیں، کیونکہ میں نے رات (خواب میں) جنت کے اندر آپ کے جوتوں کی آہٹ کو اپنے آگے سنا، حضرت بلال نے عرض کیا کہ میرے اسلام کی حالت میں جونسا عمل میرے نزدیک زیادہ نفع بخش ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے جب بھی رات اور دن میں کوئی مکمل پاکی حاصل کی، تو میں نے اس پاکی سے نماز پڑھی، جتنی بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز پڑھنے کی سعادت بخشی (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ، إِنِّيْ دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ! فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ، وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَأَرْكَعُهُمَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِهِمَا (شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث ۱۰۱۲، بَابُ فَضْلِ مَنْ تَطَهَّرَ فَصَلَّى عُقَيْبَهُ، واللفظ لهٗ، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۶۸۹) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی، پھر حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا کہ اے بلال! کس چیز کی وجہ سے آپ جنت میں مجھ سے آگے تھے؟ میں جنت میں جب بھی داخل ہوا، تو میں نے اپنے آگے آپ کی آہٹ سنی، میں رات (خواب میں) جنت میں داخل ہوا، تو میں نے اپنے آگے آپ کی آہٹ سنی، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے جب بھی اذان دی تو میں نے دو رکعتیں پڑھیں، اور میرا جب

---

[۱] قال الترمذی: وَفِي البَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَمُعَاذٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ": رَأَيْتُ فِي الجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ :لِمَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ :لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ " :"هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَمَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ :أَنِّي دَخَلْتُ البَارِحَةَ الجَنَّةَ يَعْنِي :رَأَيْتُ فِي المَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الجَنَّةَ، هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الحَدِيثِ وَيُرْوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ :رُؤْيَا الأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ.

Idara Ghufran

بھی وضوٹوٹا،تو میں نے وضو کیا،اور میں نے یہ سمجھا کہ اللہ کے لئے مجھ پر دو رکعتیں ہیں،تو میں نے (وضو کے بعد) دو رکعتیں پڑھیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہی اعمال کی وجہ سے (آپ کو یہ مقام حاصل ہوا) (ترجمہ ختم)

فائدہ: ان احادیث سے وضو پر مداومت وہمیشگی رکھنے اور وضو کے بعد ''تحیۃ الوضوء'' یا ''شکرُ الوضوٗ'' کی نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ [1]

---

[1] (إلا صليت بذلک الطهور ما کتب لی) ، أی :قدره الله تعالى لی من النوافل (أن أصلی) : وقيل :وجب واللام بمعنى "على "وهو مخالف للرواية ;لأنها بصيغة المجهول وللدراية ;لأن المراد بالصلاة إنما هی الصلاة المخصوصة، وهی التی تسمى شکر الوضوء(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۹۸۴، کتاب الصلاة، باب التطوع)

(وعن بريدة قال :أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم) ، أی :ذات يوم (فدعا بلالا) ، أی :بعد صلاة الصبح کما مر (فقال " :بما) : وفی نسخة المصابيح " :بم "(سبقتنی) ، أی :خدامی، أو قدامی (إلى الجنة؟) : وما وجه تخصيصک بالخدمة بين يدی حين دخول الجنة؟ إذ درجات الجنة على وفق زيادات الطاعة، وقال بعضهم، أی :بأی عمل يوجب دخول الجنة سبقت وأقدمت عليه قبل أن آمرک وأدعوک إليه؟ جعل السبب فيما يوجب دخول الجنة کالسبق فی دخول الجنة، يعنی جعل السبق فی السبب کالسبق فی المسبب، ثم رشحه عليه بأن رتب عليه سماع الخشخشة أمامه، وهی سماع حرکته أو دفيف النعل بين يديه حيث قال :(ما دخلت الجنة قط) : يستفاد منه أنه رأى بلالا کذلک مرات، ولعل إحداها ليلة المعراج، والثانية فی المنام، والثالثة فی عالم الکشف (إلا سمعت خشخشتک) ، أی :حرکة لها صوت کصوت السلاح (أمامی) ، أی :قدامی، ولا يجوز إجراؤه على ظاهره إذ ليس لنبی من الأنبياء أن يسبقه - عليه الصلاة والسلام -فکيف لأحد من أمته؟ (قال :يا رسول الله !ما أذنت) ، أی :ماأردت التأذين (قط إلا صليت رکعتين) : نفلا قبل الأذان، والأظهر ما أذنت إلا صليت قبل الإقامة رکعتين، وهو قابل لاستثناء المغرب ;إذ ما من عام إلا وخص، وإن خص هذا العام أيضا، (وما أصابنی حدث) ، أی :حقيقی أو حکمی . (قط إلا توضأت عنده) ، أی :بعد حدوث ذلک الحدث، وفی إيثار (عنده) على بعده إشارة إلى المبالغة فی المحافظة على مداومة الطهارة .(ورأيت) : عطف على توضأت، قال ابن الملک، أی :ظننت، وقال ابن حجر :اعتقدت وهو غير صحيح، إلا أن يحمل على المبالغة، والأظهر أن يکون من الرأی، أی اخترت .(أن لله علی رکعتين) : شکرا له تعالى على إزالة الأذية وتوفيق الطهارة، قال الطيبی :کناية عن مواظبته عليهما اهـ .ويحتمل أنه جعلهما نذرا على نفسه.

(فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :بهما) ، أی :بهما نلت ما نلت أو عليک بهما، قاله الطيبی، وهو أحسن مما قيل بهاتين الخصلتين دخلت الجنة، ثم الظاهر أن ضمير التثنية راجع إلى القريبين المذکورين، وهما دوام الطهارة وتمامها بأداء شکر الوضوء ، فيوافق الحديث السابق أول الباب، ولا يبعد أن يرجع إلى الصلاة بين کل أذانين، والصلاة بعد کل طهارة، أو إلى الصلاة بين الأذانين، ومجموع دوام الوضوء ، وشکره، والله أعلم(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۹۹۰، ۹۹۱، کتاب الصلاة،باب التطوع)

مذکورہ احادیث سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھنے کی عظیم فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کو مستحب اور فضیلت کا باعث قرار دیا ہے۔ ۱؎

مسئلہ:...... بعض احادیث میں پاکی حاصل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کا ذکر ہے، اور پاکی میں وضو اور غسل دونوں داخل ہیں، جس کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ جس طرح یہ فضیلت سنت کے مطابق وضو کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے، اسی طرح سنت کے مطابق غسل کرنے کے بعد بھی نفل نماز پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ ۲؎

مسئلہ:...... وضو کے بعد پڑھی جانے والی ان دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورت پڑھ لینا جائز ہے، البتہ بعض حضرات نے پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کے پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔ ۳؎

مسئلہ:...... اس نفل نماز کو وضو کے فوراً بعد پڑھنا چاہئے، اور اگر کچھ تاخیر ہوگئی ہو، لیکن وضو کے اعضاء

۱؎ ومن التطوعات ركعتا شكر الوضوء عن عقبة بن عامر الجهني -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- أن رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قل :ما من أحد يتوضأ ويحسن الوضوء فيصلي ركعتين يقبل بقلبه ووجهه عليهما إلا وجبت له الجنة ، رواه مسلم(البناية شرح الهداية، ج۲ ص ۵۲۱، باب النوافل)

مطلب سنة الوضوء .(قوله وندب ركعتان بعد الوضوء) لحديث مسلم ما من أحد يتوضأ فيحسن الوضوء ويصلي ركعتين يقبل بقلبه ووجهه عليهما إلا وجبت له الجنة خزائن(ردالمحتار، ج۲ ص ۲۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

ومن الأدب :أن يصلي ركعتين بعد الفراغ من الوضوء ، لما روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلّمقال لبلال :مالک سبقتني إلى الجنة، فقال بلال :وكيف ذلک يا رسول الله؟ قال صلى الله عليه وسلّم كنت أمس البارحة في الجنة، فسمعت أمامي خَشخَشَتَک (بجزم الشين أو بفتح الشين) فنظرت، فإذا هي أنت، فقال بلال :ما توضأت قط إلا رأيت لله تعالى عليّ صلاة ركعتين، فقال عليه السلام :هي ذاک الخشخشة بالجزم صوت النعلين وبالفتح الحركة .(المحيط البرهاني، ج ۱ ص ۴۹، كتاب الطهارات، الفصل الاول في الوضوء)

۲؎ جبکہ بعض حضرات نے تیمّم کا بھی یہی حکم بیان کیا ہے۔

ومثل الوضوء الغسل كما نقله ط عن الشرنبلالي(ردالمحتار، ج۲ ص ۲۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

وركعتان بعد الوضوء وألحق به البلقيني الغسل والتيمم ينوى بهما سنته(نهاية المحتاج الى شرح المنهاج، باب الوضوء)

۳؎ ويقرأ فيهما الكافرون والإخلاص كما في الضياء (ردالمحتار، ج۲ ص ۲۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

خشک نہ ہوئے ہوں، اس وقت بھی اس نماز کے پڑھنے سے فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔ [۱]

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ وضو کرنے کے بعد جب تک وضو نہ ٹوٹے، اس وضو سے نماز پڑھنے کی صورت میں بھی یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔ [۲]

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جب تک وضو کئے ہوئے طویل وقت نہ گزرا ہو، اس وقت تک اس نماز کی فضیلت کا وقت باقی ہوتا ہے، اور طویل وقت گزرنے کے بعد اس کا وقت فوت ہوجاتا ہے۔ [۳]

---

[۱] اور اعضاء کے خشک نہ ہونے کی شرط معتدل آب وہوا اور عذر نہ ہونے کی صورت میں ہے، لہٰذا اگر گرمی کی شدت یا غیر معمولی ہوا کی وجہ سے اعضاء خشک ہوجائیں، یا سردی وغیرہ کی وجہ سے کسی نے وضو کے بعد کپڑے، تولیہ وغیرہ سے اعضاء کو خشک کرلیا ہو، لیکن اتنی تاخیر نہ ہوئی ہو کہ اگر موسم معتدل ہوتا، اور کپڑے سے خشک نہ کیا جاتا، تو اعضاء خشک نہ ہوتے، تو اعضاء خشک ہونے کے باوجود فضیلت کا وقت موجود ہوگا۔ کما فی مسئلة الولاء فی سنة الوضوء ۔

(وندب رکعتان بعد الوضوء) یعنی قبل الجفاف کما فی الشرنبلالية عن المواهب(الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۲ ص ۲۲، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

"وندب رکعتان بعد الوضوء قبل جفافه "لقوله صلی الله علیه وسلم " :ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءه ثم یقوم فیصلی رکعتین یقبل علیهما بقلبه إلا وجبت له الجنة "رواه مسلم(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص ۱۴۹، کتاب الصلاة، باب فی النوافل)

(قوله :والولاء) اسم مصدر والمصدر الموالاة .قال الحموی :لا تتحقق الموالاة إلا بعد غسل الوجه اهـ وفیه تأمل، إذ ما ذکره إنما یتجه أن لو کانت الموالاة معتبرة فی جانب فرائض الوضوء فقط، وهو خلاف الظاهر ط عن أبی السعود (قوله :بکسر الواو) أی مع المد، وهو لغة :التتابع .قال ط :وأما بفتحها فهو صفة توجب لمن قامت به التعصیب لمن أعتقه مثلا (قوله :غسل المتأخر إلخ) عرفه الزیلعی بغسل العضو الثانی قبل جفاف الأول .زاد الحدادی مع اعتدال الهواء والبدن وعدم العذر(ردالمحتار، ج۱ ص ۱۲۲، کتاب الطهارة، سنن الوضوء)

[۲] اور اس قول کی تائید حدیثِ بلال کی ایک روایت کے الفاظ ''صَلَّيْتُ بِذَلِکَ الطُّهُورِ'' سے ہوتی ہے۔

قیل :فیه جواز الصلاة فی الأوقات المکروهة، وفیه أن الأحادیث المصرحة بالحرمة مقدمة علی هذا المحتمل، مع أن الحدیث لا دلالة فیه علی الفوریة، بل البعدیة بشرط بقاء تلک الطهارة(مرقاة المفاتیح، ج۳ص ۹۸۴، کتاب الصلاة، باب التطوع)

[۳] اور یہ قول بعض شوافع کا ہے، جبکہ بعض شوافع کا قول حدث یا اعراض سے اس کا وقت فوت ہونے کا ہے۔

قوله :ورکعتان بعد الوضوء أی وتسن رکعتان بعده، لما روی :أنه -صلی الله علیه وسلم -دخل الجنة فرأی بلالا فیها فقال له :بم سبقتنی إلی الجنة؟ فقال بلال :لا أعرف شیئا، إلا أنی لا أحدث وضوءا إلا أصلی عقبه رکعتین وسیأتی إن شاء الله فی فصل فی صلاة النفل مزید بسط فی الکلام علیهما .(قوله :أی بحیث تنسبان إلیه عرفا) تقیید للبعدیة، أی أن محل الاعتداد بهما وحصول الثواب علیهما إذا صلیا بعده أن ینسبا إلی ذلک الوضوء فی العرف.(قوله :فتفوتان) أی رکعتا الوضوء .وقوله :بطول الفصل أی بین الوضوء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... یہ نماز کیونکہ نفل نمازوں میں داخل ہے، اس لئے اس نماز کو ان اوقات میں نہیں پڑھنا چاہئے، جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، مثلاً طلوع، غروب اور زوال کے وقت، اور اسی طرح فجر کی نماز کے وقت (یعنی صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک) اور عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک۔ [۱]

مسئلہ:...... اگر کوئی وضو کے بعد کوئی دوسری نفل (مثلاً تحیۃ المسجد، یا کوئی سنت) نماز پڑھے، اور اسی میں وضو کے بعد کی ان نوافل کی بھی نیت کرلے، تو بعض حضرات کے نزدیک دونوں کی فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو اس نماز کو الگ اور مستقل طور پر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

اور اسی وجہ سے جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، مثلاً صبح صادق کے بعد، ان اوقات میں وضو کرنے کے بعد فجر کی سنتوں میں ہی تحیۃ الوضوء کی نیت کرلینی چاہئے، اس طرح ان کی فضیلت حاصل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وبينهما .قال فى التحفة فى باب صلاة النفل :وهو أوجه .ويدل له قول الروضة :ويستحب لمن توضأ أن يصلى عقبه .اهـ.(قوله :وعند بعضهم بالاعراض) أى تفوتان بقصد الإعراض عنهما، ولو لم يطل الفصل.(قوله :وبعضهم بجفاف الأعضاء) أى وعند بعضهم تفوتان بجفاف أعضاء الوضوء .فمتى لم تجف أعضاؤه له أن يصليهما، ولو طال الفصل.(قوله :وقيل :بالحدث) أى تفوتان به .فمتى لم يحدث له أن يصليهما، ولو طال الفصل عرفا(إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين ،لأبى بكر البكرى الدمياطى الشافعى ،ج ١ ص ٦٩ ،باب الصلاة)

قوله (وبعضهم بالحدث) تقدم فى الوضوء أنه الذى أفتى به السمهودى ومن تبعه وإنه وجيه من حيث المعنى لموافقته الحديث المستدل به لندبها بصرى.قوله (وبعضهم بالحدث إلخ) من العطف على معمول عاملين مختلفين بدون تقدم المجرور قوله (وبعضهم بطول الفصل إلخ) (حواشى الشروانى على تحفة المحتاج بشرح المنهاج،لعبد الحميد الشروانى،ج٢،٢٣٧، باب فى صلاة النفل)

[۱] صلاة الركعتين بعد الوضوء إنما تندب إذا لم يكن وقت كراهة(البحر الرائق، ج ١ ص ٣٠، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

قيل :فيه جواز الصلاة فى الأوقات المكروهة، وفيه أن الأحاديث المصرحة بالحرمة مقدمة على هذا المحتمل، مع أن الحديث لا دلالة فيه على الفورية، بل البعدية بشرط بقاء تلك الطهارة(مرقاة المفاتيح، ج٣ص ٩٨٤، كتاب الصلاة، باب التطوع)

(وَكَذَا) تُسَنُّ (رَكْعَتَا سُنَّةِ وُضُوءٍ عَقِبَهُ) أَيْ :الْوُضُوءِ إذَا لَمْ يَكُنْ وَقْتَ نَهْيٍ، لِحَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ :يَا بِلَالُ :حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْك بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ؛ فَقَالَ :مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إلَّا صَلَّيْتُ فِي ذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ(مطالب أولى النهى فى شرح غاية المنتهى للرحيبانى الحنبلى،ج ١ ،ص ٥٧٩)

Idara Ghufran

ہوجائے گی۔ ؎

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۷/محرم/۱۴۳۳ھ 23/دسمبر/2011ء ادارہ غفران، راولپنڈی

؎ وانظر هل تنوب عنهما صلاة غيرهما كالتحية أم لا؟ ثم رأيت فى شرح لباب المناسك أن صلاة ركعتى الإحرام سنة مستقلة كصلاة استخارة وغيرها مما لا تنوب الفريضة منابها، بخلاف تحية المسجد وشكر الوضوء فإنه ليس لهما صلاة على حدة كما حققه فى الحجة .اهـ(ردالمحتار، ج٢ ص٢٢، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)

فرع لو توضأ فدخل المسجد فالأقرب أنه إن اقتصر على ركعتين نوى بهما أحد السببين أو هما اكتفى به فى أصل السنة والأفضل أن يصلى أربعا وينبغى أن يقدم تحية المسجد ولا تفوت بها سنة الوضوء لأن سنة الوضوء فيها الخلاف المذكور ولا كذلك تحية المسجد ع ش قوله (وهذا أوجه) أى الثالث نهاية قال الرشيدى وحينئذ فإذا أحدث وتوضأ عن قرب لا تفوت سنة الوضوء الأول فله أن يفعلها وظاهر أنه يكفى عن الوضوء ين ركعتان لتداخل سنتيهما وهل له أن يصلى لكل ركعتين فليراجع ا هـ.والظاهر عدم الجواز لحصول الفصل الطويل بالركعتين (حواشى الشروانى على تحفة المحتاج بشرح المنهاج،لعبد الحميد الشروانى، ج٢،٧،٢٣٧باب فى صلاة النفل)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (نہ کہ کسی اور کو) کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۶ "۱۰")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کرسکتا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَّآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَإِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کرسکتا (ترجمہ ختم)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی انہی الفاظ میں حدیث مروی ہے (ملاحظہ ہو: سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۰۳، ورقم الحدیث ۳۹۰۵)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِیْ فِی الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِیْ، فَإِنَّ

الشَّيُطَانَ لَا يَنُبَغِیُ لَـهُ أَنُ يَّتَمَثَّلَ بِمَثَلِیُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۵۵۹،باسناد صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ مماثلت (ومشابہت) اختیار کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنُ رَّآنِیُ فِی النَّوُمِ فَقَدُ رَآنِیُ، إِنَّـهُ لَا يَـنُبَغِیُ لِلشَّيُطَانِ أَنُ يَّتَمَثَّلَ فِیُ صُوُرَتِیُ.وَقَالَ:إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ فَلَا يُخُبِرُ أَحَدًا بِتَلَعُّبِ الشَّيُطَانِ بِهٖ فِی الُمَنَامِ(مسلم،رقم الحدیث ۲۲۶۸ ”۱۲“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میری صورت کے مثل صورت اختیار کرے، اور جب تم میں سے کوئی شخص پریشان کن خواب دیکھے، تو (یہ شیطان کا کھیل ہے، اس لئے) شیطان کے نیند میں کھیلنے کی کسی کو خبر نہ کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَـالَ رَسُـوُلُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ:مَنُ رَّآنِیُ فِی النَّوُمِ فَقَدُ رَآنِیُ، فَإِنَّـهُ لَا يَنُبَغِیُ لِلشَّيُطَانِ أَنُ يَّتَشَبَّهَ بِیُ(مسلم، رقم الحدیث ۲۲۶۸ ”۱۳“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان کے لئے یہ بات ممکن نہیں کہ وہ میرے ساتھ مشابہت اختیار کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ:

مَنُ رَّآنِیُ فَقَدُ رَأَى الُحَقَّ، فَإِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِیُ(بخاری،رقم الحدیث ۶۹۹۷)

ترجمہ: جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا، تو اس نے حق (وسچ کو) دیکھا (یعنی مجھے ہی دیکھا) کیونکہ شیطان میرے مثل نہیں بن سکتا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

عَـنُ رَّسُـوُلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:مَنُ رَّآنِیُ فِی الُمَنَامِ، فَكَأَنَّمَا رَآنِیُ فِی الُيَقَظَةِ، إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَسُتَطِيُعُ أَنُ يَّتَمَثَّلَ بِیُ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۹۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو گویا کہ اس

نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا، کیونکہ شیطان کو اس بات کی طاقت نہیں کہ وہ میری مماثلت (ومشابہت) اختیار کرے (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابومالک اشجعی اپنے والدحضرت طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۸۸۰ ،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تو اس نے مجھے ہی دیکھا (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَاءَ ى بِيْ (بخارى، رقم الحديث ۶۹۹۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، اور پریشان کن خواب شیطان کی طرف سے ہے، پس جو کوئی (خواب میں) ایسی چیز دیکھے، جو اسے پسند نہ آئے (یعنی ناپسندیدہ ومکروہ بات دیکھے) تو وہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دے، اور شیطان سے پناہ طلب کرے (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے) تو وہ اس کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا، اور شیطان اپنے آپ کو مجھ جیسا (بن کر) نہیں دکھا سکتا (ترجمہ ختم)

حضرت یزید فارسی جو کہ تابعی ہیں، ان سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَكَانَ يَزِيْدُ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ، فَمَنْ رَآنِيْ فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَآنِيْ، فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ رَأَيْتَ ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ، أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ، حَسَنُ الْمَضْحَكِ، أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ، مِنْ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ، حَتّٰى كَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهُ، قَالَ: عَوْفٌ لَا أَدْرِيْ مَا كَانَ مَعَ هٰذَا مِنَ النَّعْتِ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ

فَوُقَ هٰذَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۳۴۱۰،المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ تعالیٰ محمد ﷺ، الشمائل المحمدیة للترمذی، رقم الحدیث ۴۱۲،باسناد جید)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور یزید (فارسی) اس وقت قرآن مجید کی کتابت کیا کرتے تھے (یزید فارسی کہتے ہیں کہ) میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان کو میری مشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، پس جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اُس نے مجھے ہی دیکھا، پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اُس شخصیت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو، جنہیں تم نے خواب میں دیکھا؟ یزید فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ بے شک! میں نے ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان دیکھا، جس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل تھا، ہنس مکھ چہرہ تھا، سرمئی آنکھیں تھی، خوبصورت گول چہرہ تھا، ان کی ڈاڑھی نے اپنے دونوں رخساروں کو اور ٹھوڑی کو بھر رکھا تھا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ ڈاڑھی آپ کے سینے کو بھرے ہوئے ہو، حضرت عوف (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اس کے ساتھ اور کون سی صفت بیان کی، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ اس حلیہ کو جاگنے کی حالت میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ مبارک کا نقشہ نہیں بیان کر سکتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِیُ أَبِیُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ: مَنُ رَّآنِیُ فِی الْمَنَامِ فَقَدُ رَآنِیُ إِنَّ الشَّيُطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِیُ قَالَ أَبِیُ: فَحَدَّثُتُ بِهِ ابُنَ عَبَّاسٍ، وَقُلْتُ: قَدُ رَأَيُتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُتُ الْحَسَنَ بُنَ عَلِیٍّ فَشَبَّهُتُهُ بِهِ، فَقَالَ ابُنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشُبِهُهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۱۸۶، واللفظ لهٗ، مسند اسحاق بن راهويه، رقم الحديث ۲۶۱)

ترجمہ: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت (ومشابہت) اختیار نہیں کر سکتا، میرے والد کہتے ہیں کہ

میں نے یہ بات حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، پھر میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، اور آپ کے مشابہ ہونا بیان کیا، تو ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن علی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے (ترجمہ ختم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں آپ کو دیکھنے کی فضیلت اور شیطان کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار نہ کرسکنے کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ احادیث میں ہے کہ جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ وہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

(ملاحظہ ہو: نظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکتانی، تحت رقم الحدیث ۲۷۵، ج ۱، ص ۲۱۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے، تو خواب میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں ہوتی، کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت ومماثلت اختیار کر کے خواب میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

لہٰذا جب کسی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئیں، تو اسے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں آکر شیطان نے دھوکہ دیا اور تلبیس کی ہے۔ [1]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت وشکل اسی حلیہ وصورت وشکل کے مطابق ہو، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معروف حلیہ مبارکہ احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے (خواہ وہ حلیہ آپ کی جوانی مبارک کا ہو، یا اس کے بعد کا یا وفات کے وقت کا) یا کسی دوسری شکل میں نظر آنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا؟

تو اس سلسلہ میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے۔

امام ابنِ سیرین اور بعض دیگر اہلِ علم حضرات فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا حکم جس میں شیطان کی تلبیس نہیں ہوسکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف صورت اور حلیہ مبارکہ کے ساتھ خاص ہے، کسی اور شکل وحلیہ میں (جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل وحلیہ سے مختلف ہو) نظر آنے کی صورت میں شیطان کی تلبیس کا امکان موجود ہوتا ہے۔

---

[1] مطابقته للترجمة من حيث إنه يوضحها أن رؤية النبى فى المنام صحيحة لا تنكر وليست بأضغاث أحلام ولا من تشبيهات الشيطان يؤيده قوله فقد رأى الحق أى :الرؤيا الصحيحة(عمدة القارى شرح صحيح البخارى،باب من رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام)

چنانچہ ابنِ سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا رَآهُ فِي صُورَتِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۶۹۹۳)

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم اس وقت ہے) جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورت میں دیکھے (ترجمہ ختم)

ان حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھنے کی صورت میں اس کے حقیقت کے مطابق ہونے کی دلیل بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ شیطان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ومشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں۔اور یہ نہیں فرمایا کہ اس کو میرے علاوہ کسی اور کی صورت ومشابہت اختیار کرنے کی قدرت نہیں، نیز حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے سے حلیہ معلوم کرکے اس کی تصدیق فرمائی۔جس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسری صورت کو اختیار کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ [۱]

پس ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ کسی کے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور شکل میں آ کر شیطان سونے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دہی میں مبتلا کرے، جیسا کہ جاگنے کی حالت میں جھوٹے نبوت کے دعویدار اپنے آپ کو نبی ظاہر کرتے ہیں۔

اس لئے جب تک خواب میں نظر آنے والی صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف شکل وصورت اور حلیہ مبارکہ کے مطابق نہ ہو، اس وقت تک یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے، بلکہ اس میں شیطان کی تلبیس اور خیالات کی ملاوٹ ممکن ہے۔ [۲]

---

[۱] اور بعض حضرات نے دیگر انبیائے کرام اور ملائکہ کی صورت ومشابہت کے شیطان کے اختیار میں نہ ہونے کا بھی حکم لگایا ہے۔

[۲] ذهب محمد بن سيرين والامام البخارى والقاضى عياض وجماعة من العلماء ان هذا الحديث محله اذا رأى احد النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام بصورته وحليته المعروفة ، ومعنى الحديث ان من رأى النبى صلى الله عليه وسلم بصفته المعروفة فان رؤياه صحيحة لا اثر للشيطان فيها(تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۱، كتاب الرؤيا،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

(كذافى: الاعْتِصَام،للشاطبى،الباب الرابع فى مأخذ أهل البدع فى الاستدلال،فصل وأضعف هؤلاء احتجاجا :قوم استندوا فى أخذ الأعمال إلى المنامات)

ثم اختلفوا فقال جماعة ان محمل هذه الاحاديث ان يراه فى صورته الخاصة وحليته المخصوصة التى كانت له صلى الله عليه وسلم ثم ان بعضا من هذه الجماعة وسعوا الامر وقالوا يراه بصورة وشكل كان صلى الله عليه وسلم عليه فى وقت مامن مدة عمره سواء كان فى الشباب او الكهولة وفى آخر عمره. وبعضهم ضيقوا رحمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے حضرات نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا حکم لگانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ خواب میں نظر آنے والا منظر اور صورت وشکل اسی حلیہ وصورت وشکل کے مطابق ہو، جو حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، بلکہ اگر کسی اور حلیہ میں بھی نظر آئیں، اور خواب والے کا دل اس بات کی گواہی دے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو تب بھی یہ خواب میں نظر آنے والی ذات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شمار ہوگی، اور شیطانی تصرفات سے پاک ہوگی۔

البتہ اتنا فرق ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معروف ومشہور حلیہ میں نظر آئیں، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں کامل وحقیقی رؤیت کہلائے گی، اور کسی تعبیر وتاویل کی ضرورت نہ ہوگی، اور اگر اپنے معروف حلیہ کے علاوہ کسی اور حلیہ میں نظر آئیں تو اس کا درجہ پہلی قسم کے خواب سے کم تر ہوگا، جس کی تعبیر وتاویل کی ضرورت ہوگی، اور خواب کی تعبیر وتاویل سے اس کے نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف حلیہ کے خلاف نظر آنے کی وجہ خواب دیکھنے والے کی اپنے ایمان وغیرہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله الواسعة وقالوا اريد ان يراه على صورة كان فى آخر عمره عليها التى قبض عليها حتى اعتبروا عدد الشعرات البيض التى كانت فى لحيته ورأسه صلى الله عليه وسلم التى لم تبلغ عشرين شعرة وعن حماد بن زيد قال كان محمد يعنى ابن سيرين اذا قص عليه رجل انه رأى النبى صلى الله عليه وسلم قال صف لى الذى رائية فان وصف له صفة لايعرفها قال لم تره وسنده صحيح ، وقد اخرج الحاكم من طريق عاصم بن كليب حدثنى ابى قال قلت لابن عباس رايت النبى صلى الله عليه وسلم فى امنام قال صفه لى ، قال فذكرت الحسن بن على رضى الله عنهما فشبهته به قال قد رايته وسنده جيد.ولكن يعارضه مااخرجه ابن ابى عاصم من وجه آخر عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رانى فى المنام فقد رانى فانى ارى فى كل صوره ، فى سنده ابن التوامة وهو ضعيف لاختلاطه ،وهو من روايته من سمع منه بعد الاختلاط (التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ج۵ص ۷۴،۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعة:المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

قوله "فأن الشيطان لا يتمثل فى صورتى "أى لا يتصور بصورتى واختلف فى معنى الصورة فقيل أى فى صفتى وهو صفة الهداية وقيل هى على حقيقته وهى التخطيط المعلوم المشاهد له صلى الله عليه وسلم وهذا ظاهر وعن هذا وضعوه لرؤيته صلى الله عليه وسلم ميزانا وقالوا رؤيته صلى الله عليه وسلم هى أن يراه الرائى بصورة شبيهة لصورته الثابتة حليتها بالنقل الصحيح حتى لو رآه فى صورة مخالفة لصورته التى كان عليها فى الحس لم يكن رآه صلى الله عليه وسلم مثل أن يراه طويلا أو قصيرا جدا أو يراه أشعر أو شيخا أو شديد السمرة ونحو ذلك .ويقال خص الله تعالى النبى صلى الله عليه وسلم بأن رؤية الناس إياه صحيحة وكلها صدق ومنع الشيطان أن يتصور فى خلقته لئلا يكذب على لسانه فى النوم كما خرق الله تعالى العادة للأنبياء عليهم الصلاة والسلام بالمعجزة وكما استحال أن يتصور الشيطان فى صورته فى اليقظة. وقال محى السنة رؤيا النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام حق ولا يتمثل الشيطان به،وكذلک جميع الأنبياء والملائكة عليهم الصلاة والسلام ولا يتمثل بهم (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج۲ص ۱۵۵،۱۵۶، باب إثم من كذب على النبى صلى الله عليه وسلم)

کی کمزوری ہوگی۔لیکن بہرحال دونوں قسم کے خواب شیطانی تصرفات سے پاک ہونگے۔ [1]

[1] وذهب جماعة من العلماء الى انه لايشترط لكون الرؤيا صحيحة ان يراه الرائى فى صورته المعروفه ، بل المراد ان من وقع فى قلبه عند الرؤيا ان المرئى هو النبى صلى الله عليه وسلم ، سواء كانت صورته المرئية مخالفة لصورته وهيئته المعروفة، فان رؤياه صحيحة خالية عن تصرف الشيطان (تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۱۵۴، كتاب الرؤيا،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

وذهب جماعة الى ان رؤيته صلى الله عليه وسلم بحليته المخصوصة وصفاته المعلومة رؤية لذاته الكريمة وادراک لحقيقه الشريفة وعلى غير تلک الصفات ادراک مثال وكلاهما رؤيا حق ليس من اضغاث احلام ولامجال للشيطان فى تمثله بصورته لكن الاول حق وحقيقة وتحقيق والثانية حق وتمثل وتاويل ولايحتاج الاول الى التعبير لعدم تصوير المتخيلة وتلبيسه والثانية يحتاج اليه كما حققنا فى تحقيق الرؤيا فمعنى قوله صلى الله عليه وسلم فقد رانى او فق راى الحق انه على كل صورة رأى فهو الحق ومن الحق وليس بباطل ومن الشيطان .وقال الشيخ محى الدين النووى ان هذا القول ايضا ضعيف والصحيح انه راه حقيقة سواء كانت على صفة المعروفة او غيره ، والاختلاف فى الصفات لايوجب الاختلاف فى الذات كاختلاف الزمان والمكان ،فالمرئى فى كل صورة هو الذات والصفة لباس الذات سواء كان فى اليقظه او فى المنام .واقول هذا هو الحق نعم رويته بالصفة المعروفة اتم واكمل لدلالته على صقالة مرآة الرائى وسلامة دينه وكمال ايمانه وبغيرها لخلل فى ذات الرائى ونقصان فى مرآته كما سنحققه فى توضيح ماحققه الغزالى (التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ج۵ص۷۵، كتاب الرؤيا، مطبوعة:المكتبة العثمانية، لاهور، باكستان)

(وكذافى:اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الرويا باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رآنى فى المنام فقد رانى)

وأما قوله فكأنما رآنى فهو تشبيه ومعناه أنه لو رآه فى اليقظة لطابق ما رآه فى المنام فيكون الأول حقا وحقيقة والثانى حقا وتمثيلا قال وهذا كله إذا رآه على صورته المعروفة فإن رآه على خلاف صفته فهى أمثال فإن رآه مقبلا عليه مثلا فهو خير للرائى وفيه وعلى العكس فبالعكس وقال النووى قال عياض يحتمل أن يكون المراد بقوله فقد رآنى أو فقد رأى الحق أن من رآه على صورته فى حياته كانت رؤياه حقا ومن رآه على غير صورته كانت رؤيا تأويل وتعقبه فقال هذا ضعيف بل الصحيح أنه يراه حقيقة سواء كانت على صفته المعروفة أو غيرها انتهى ولم يظهر لى من كلام القاضى ما ينافى ذلک بل ظاهر قوله أنه يراه حقيقة فى الحالين لكن فى الأولى تكون الرؤيا مما لا يحتاج إلى تعبير والثانية مما يحتاج إلى التعبير قال القرطبى اختلف فى معنى الحديث فقال قوم هو على ظاهره فمن رآه فى النوم رأى حقيقته كمن رآه فى اليقظة سواء قال وهذا قول يدرک فساده بأوائل العقول ويلزم عليه أن لا يراه أحد إلا على صورته التى مات عليها وأن لا يراه رائيان فى آن واحد فى مكانين وأن يحيا الآن ويخرج من قبره ويمشى فى الأسواق ويخاطب الناس ويخاطبوه ويلزم من ذلک أن يخلو قبره من جسده فلا يبقى من قبره فيه شىء فيزار مجرد القبر ويسلم على غائب لأنه جائز أن يرى فى الليل والنهار مع اتصال الأوقات على حقيقته فى غير قبره وهذه جهالات لا يلتزم بها من له أدنى مسكة من عقل. وقالت طائفة معناه أن من رآه رآه على صورته التى كان عليها ويلزم منه أن من رآه على غير صفته أن تكون رؤياه من الأضغاث ومن المعلوم أنه يرى فى النوم على حالة تخالف حالته فى الدنيا من الأحوال اللائقة به وتقع تلک الرؤيا حقا كما لو رؤى ملأ دارا بجسمه مثلا فإنه يدل على امتلاء تلک الدار بالخير ولو تمكن الشيطان من التمثيل بشىء مما كان عليه أو ينسب إليه لعارض عموم قوله فإن الشيطان لا يتمثل بى فالأولى أن تنزه رؤياه وكذا رؤيا شىء منه أو مما ينسب إليه عن ذلک فهو أبلغ فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں کسی چیز کا حکم فرمائیں یا کسی چیز سے منع فرمائیں، تو اس کو حجت نہیں سمجھا جائے گا، بطورِ خاص جو بات شریعت کے خلاف معلوم ہو، اس کو ہرگز قابلِ عمل نہیں سمجھا جائے گا، اور خواب کے مقابلہ میں شریعت کے حکم کو ہی حجت اور قابلِ عمل قرار دیا جائے گا، اور اس خواب کی تعبیر وتاویل کی جائے گی، جو کہ ظاہر کے خلاف بھی ہوسکتی ہے، یا اس کو خواب دیکھنے والے کی بھول یا غلط فہمی پر محمول کیا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی بات خلافِ شریعت نہ ہو، اور اس سے بڑھ کر موافقِ شریعت ہو، تو اس کو شرعی حدود وقیود کی پاسداری کرتے ہوئے مستحسن اور اچھا قرار دیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت اور اس میں کسی حکم فرمانے کا حوالہ دے کر بعض چیزوں کی تشہیر وتبلیغ کرتے ہیں، ان کو حجت نہیں سمجھنا چاہئے، بطورِ خاص جو بات شریعت کے خلاف بھی ہو، اس کو ہرگز حجت اور قابلِ عمل قرار نہیں دینا چاہئے، اور اس میں کوئی تاویل کرنی چاہئے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الحرمة وأليق بالعصمة كما عصم من الشيطان فى يقظته قال والصحيح فى تأويل هذا الحديث أن مقصوده أن رؤيته فى كل حالة ليست باطلة ولا أضغاثا بل هى حق فى نفسها ولو رؤى على غير صورته فتصور تلك الصورة ليس من الشيطان بل هو من قبل الله وقال وهذا قول القاضى أبى بكر بن الطيب وغيره ويؤيده قوله فقد رأى الحق أى رأى الحق الذى قصد إعلام الرائى به فإن كانت على ظاهرها وإلا سعى فى تأويلها ولا يهمل أمرها لأنها إما بشرى بخير أو إنذار من شر إما ليخيف الرائى وإما لينزجر عنه وإما لينبه على حكم يقع له فى دينه أو دنياه (فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۲ ص ۳۸۴)

[1] تُعرضُ على الشريعة عند جميعهم، فإن وافقت قُبلتِ وإلا لا. وما ذكره النووى رحمه الله تعالى مضرٌ جداً، لأن ما أخبر النبى صلى الله عليه وسلّم به هو فى رؤيته، ولم يخبرنا بأنه يقول له ويكلمه أيضاً، فما ثبتَ عنه يقظةً لا يُترك بما رئى مناماً. وأيضاً النائم ليس على يقينٍ من كلامه ولا من كلام تلك الصورة المُرتبة، وليست تلك صورةٌ بصرية، بل رؤيا حُلمية، وأكثر الناس لا يعرفون حقيقتها، فلذا لا يجبُ الأخذ بها. ولكن إذا لم تخالف حكماً ظاهراً من الشرع حَسُن العملُ بها أدباً مع صورته صلى الله عليه وسلّم أو مِثالها. ولا ندَّعى أنه قاله صلى الله عليه وسلّم فى الواقع، ولا أنه خاطبه، ولا أنه انتقل من مكانه، ولا أنه أحاط علمه الشريف بذلك البتة، وإنما الله أراه إياهُ لحكمةٍ علمها. وراجع له شرح منهاج السنة للسبكى. وفيه حكاية ذكرها الشيخ عبد الحق رحمه الله تعالى: أن رجلاً رأى النبى صلى الله عليه وسلّم فى المنام يقول: اشرب الخمر، وكان الشيخ على المتقى حياً إذ ذاكَ وهو حنفى، شيخ لمحمد طاهر صاحب مجمع البحار، وهو أيضاً حنفى كما صرح به هو بنفسه فى رسالة خطية، وسها مولانا عبد الحى رحمه الله تعالى حيث عده من الشافعية ومن مصنفات شيخه كنز العمال رتب فيه كتاب السيوطى رحمه الله تعالى جمع الجوامع - فأجابه: أن النبى صلى الله عليه وسلّم إنما قال: لا تشرب الخمر، ولكن الشيطان لَبَّس عليك، والنوم وقت اختلال الحواس. فإذا أمكن فى اليقظة أن يسمعَ رجلٌ بخلاف ما قاله القائل لعلة فى الخارج أو من جهته، ففى النوم أولى. والدليل عليه أنك تشرب الخمر، فأقر به، وقال: نعم إنى أشرب الخمر. وعندى أنه قال له: اشرب الخمر تعريضاً على حاله القبيح، ويفهم هذا المعنى من لهجة المتكلم ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

آخر میں عرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنے سے کوئی شخص صحابیت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ہونا ہر حال میں مقبول ہونے کا باعث نہیں، کیونکہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا فر و فاسق کو بھی کسی حکمت کی وجہ سے ہو سکتی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ دنیویہ میں آپ کی زیارت کافروں اور منافقوں نے بھی کی، اور خواب میں زیارت کا درجہ حقیقی رؤیت سے کم ہے، نہ کہ زیادہ، اسی وجہ سے کوئی شخص خواب میں زیارت کی وجہ سے صحابیت کا شرف حاصل نہیں کر پاتا، اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ [۱]

(جاری ہے......)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وكيفية تكلمه، فاللفظ الواحد قد يكون لمعناه، وقد يكون للتعريض .ثم التعريض قد يكون قولياً وقد يكون فعلياً، يُعرف ذلك بالقرائن .وقالت هذه الطائفة :إن الحلية تُنبىء عن حال الرائى، فإن كان حاله حسناً يراه فى حالة حسنة، وإلا ففى غير ذلك .وفيه أيضاً حكاية أن رجلاً رآه صلى الله عليه وسلّم وعلى رأسه القَلنسوة الإنكليزية، فاستوحش منه، وكتب إلى مولانا الكنكوهى رحمه الله تعالى، فكتب إليه أنه إشارة إلى غلبة النصرانية على دينه(فيض البارى شرح البخارى للكشميرى، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبى ﷺ)

فان قلت:فهل يجب على الرائى العمل بما يسمعه من هذه الصورة ؟ فالجواب لايجب على احد العمل بمثل ذلك لعدم العصمة ولخوف تطرق الخلل الى الشرع الظاهر لاسيما ان خالف نصا صريحا ، كذا فى اليواقيت والجواهر (التعليق الصبيح ،ج۵ص ۷۹، كتاب الرؤيا)

المبحث الثانى: اذا رأى احد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام، رأه يخبر او يامر بشيئ او ينهى عن شيئ ، هل يكون ذلك حجة شرعية؟ واجمع العلماء على انه ليس بحجة فى الدين، نعم ! ان كان ذلك القول لايصادم حكما من الاحكام الشرعية ، يستحسن العمل به ادبا مع صورته صلى الله عليه وسلم او مثالها..........وعلى كل ،فالرؤية فى المنام تتطرق اليها احتمالات كثيرة ، وفيها مجال لالتباس الامر من جهات شتى، فقد يلتبس الامر على الرائى بتخيله، وقد ينس حقيقة مارآه ، وقد يكون تعبير الرؤيا غير مارآه فى الظاهر ، ومع وجود هذه الشبهات لايمكن ان يكون فيها حجة خلاف ماثبت من الشريعة فى عالم اليقظة،والله اعلم(تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۲، ۴۵۳، كتاب الرؤيا،،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رأنى فى المنام فقد رانى) (وكذافى :فيض القدرى للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۶۹۰)

[۱] ولايلزم من ذلك ان يكون هؤلاء من الصحابة لان شرط الصحبة ان يراه وهو فى عالم الدنيا وذلك قبل وفاته ، واما رؤيته بعد وفاته وهو فى عالم البرزخ فلا تثبت بها الصحبة (التعليق الصبيح ،ج۵ص ۷۷، كتاب الرؤيا)

من رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام، هل تثبت له صحبة؟ وقد اجاب عنه العينى فى عمدة القارى ۲:۱۵۶ ،بانه لاتثبت به صحبة لان الصحابى من رأى النبى صلى الله عليه وسلم فى حالة الاسلام رؤية معهودة جارية على العادة، او رآه فى حياته فى الدنيا، ولاعبرة بمن رآه صلى الله عليه وسلم بعد وفاته ، لان النبى صلى الله عليه وسلم محبر عن الله فى الدنيا، لافى القبر (تكملة فتح الملهم، ج۴ص ۴۵۳، كتاب الرؤيا،،باب قول النبى صلى الله عليه وسلم من رأنى فى المنام فقد رانى)

Idara Ghufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۸)

حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل میں قیدیوں سے حسنِ سلوک

حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل میں داخل ہوئے، تو اپنے پیغمبرانہ اخلاق اور رحمت وشفقت کی وجہ سے سب قیدیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خیریت دریافت کرتے تھے، جو بیمار ہوجاتا تو اس کی عیادت اور اس کی خدمت کرتے، جس کو غمگین و پریشان پاتے، اس کو تسلی دیتے، صبر کی تلقین اور رہائی کی امید دلا کر اس کی ہمت بڑھاتے، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام دینے کی فکر کرتے، اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ ۱

ان کے یہ حالات دیکھ کر جیل کے قیدی آپ کی بزرگی کے معتقد ہوگئے، جیل کا افسر بھی متاثر ہوا، اس نے ایک مرتبہ کہا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا، تو میں آپ کو چھوڑ دیتا، اب اتنا ہی کرسکتا ہوں کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ۲

---

۱ بعض تفسیری روایات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل پہنچے، تو دیکھا کہ بہت سے قیدی مایوس اور ناامید ہوچکے ہیں، اور ان پر بہت سختیاں کی جارہی ہیں، تو آپ ان کو نصیحت کرتے کہ صبر کرو اور بشارت حاصل کرو، تو وہ قیدی ان سے کہتے کہ اے جوان تم کتنی اچھی باتیں کرتے ہوں، تمہارے پڑوس میں ہمارے لئے بڑی برکت ہے، اے جوان تم کون ہو؟ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یوسف بن صفی اللہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہوں۔

فلما انتهى يوسف إلى السجن وجد فيه قوما قد انقطع رجاؤهم، واشتد بلاؤهم، فجعل يقول لهم :اصبروا وأبشروا تؤجروا، فقالوا له :يا فتى !ما أحسن حديثك !لقد بورك لنا في جوارك، من أنت يا فتى؟ قال: أنا يوسف ابن صفي الله يعقوب، ابن ذبيح الله إسحاق، ابن خليل الله إبراهيم (تفسير القرطبي، ج۹ ص۱۸۸ ،تحت سورة يوسف)

وكان يوسف، عليه السلام، قد اشتهر في السجن بالجود والأمانة وصدق الحديث، وحسن السّمت وكثرة العبادة، صلوات الله عليه وسلامه، ومعرفة التعبير والإحسان إلى أهل السجن وعيادة مرضاهم والقيام بحقوقهم(تفسير ابنِ كثير، ج۴ ص۳۸۷، ۳۸۸،تحت سورة يوسف)

۲ جیل کے افسر یا قیدیوں میں سے بعض نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا کہ ہمیں آپ سے بہت محبت ہے، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے لئے مجھ سے محبت نہ کرو، کیونکہ جب کسی نے مجھ سے محبت کی ہے، تو مجھ پر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت یوسف سے دو قیدیوں کا خواب بیان کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل پہنچے تو جیل میں دو مجرم قیدی اور بھی داخل ہوئے، ان میں سے ایک بادشاہ کا ساقی اور دوسرا باورچی تھا، اور یہ دونوں اس الزام میں گرفتار ہوئے تھے کہ انہوں نے بادشاہ کو کھانے وغیرہ میں زہر دینے کی کوشش کی ہے، چونکہ مقدمہ زیرِ تحقیق تھا، اس لئے ان دونوں کو جیل میں رکھا گیا۔ [1]

ایک دن انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں نیک صالح بزرگ معلوم ہوتے ہیں، اس لئے آپ سے ہم اپنے خواب کی تعبیر دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

آفت آئی ہے، بچپن میں میری پھوپھی کو مجھ سے محبت ہوئی، اس کے نتیجہ میں مجھ پر چوری کا الزام لگا، پھر میرے والد نے مجھ سے محبت کی، تو بھائیوں کے ہاتھوں کنویں کی قید، پھر غلامی اور جلاوطنی میں مبتلا ہوا، عزیزِ مصر کی بیوی نے مجھ سے محبت کی، تو اس جیل میں پہنچا۔

لما رأيا يوسف هان عليهما أمر السجن لما وقع في قلوبهما من محبته .وهوى كل نفس حيث حل حبيبها. فقد أخرج غير واحد عن ابن إسحاق أنهما لما رأياه قالا له :يا فتى لقد والله أحببناک حين رأيناک، فقال لهما عليه السلام :أنشد كما الله تعالى أن لا تحباني فو الله ما أحبني أحد قط إلّا دخل علی من حبه بلاء ، لقد أحبتني عمتي فدخل علی من حبها بلاء ، ثم أحبني أبي فدخل علی من حبه بلاء ، ثم أحبتني زوجة صاحبي هذا فدخل علی بحبها إياي بلاء فلا تحباني بارک الله تعالى فيكما(روح المعانی ج٦ ص ٤٢٨)

[1] وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ وهما غلامان كانا للوليد بن ثروان العمليقی ملک المصر الأكبر أحدهما خبازه صاحب طعامه -والاخر ساقيه صاحب شرابه -غضب الملک عليهما فحبسهما -واتفق دخولهما فی السجن وقت دخول يوسف عليه السلام فيه كما يدل عليه كلمة مع -قال البغوی وكان السبب فی حبس الفتيين ان جماعة أرادوا المكر بالملک واغتياله -فضمنوا لهذين مالا ليسما الملک فی طعامه وشرابه -فاجاباهم ثم ان الساقی نكل عنه وقبل الخباز الرشوة فسم الطعام -فلما حضروا الطعام قال الساقی لا تأكل ايها الملک فان الطعام مسموم -وقال الخباز لا تشرب فان الشراب مسموم -فقال الملک للساقی اشرب فشربه فلم يضره -وقال للخباز كل من طعامک فابی -فجرب ذلک الطعام علی دابّة فاكلته فهلكت -فامر الملک بحبسهما(التفسير المظهری، ج٥ ص ١٦١، تحت سورة يوسف)

[2] حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے ائمۂ تفسیر کے مطابق انہوں نے یہ خواب حقیقتاً دیکھے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق انہوں نے حقیقتاً خواب نہیں دیکھے تھے، بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بزرگی اور سچائی کو آزمانے کے لئے خواب بنایا تھا، اور بعض حضرات کے بقول ان میں سے ایک نے جھوٹا خواب بیان کیا تھا، اور دوسرے نے سچا خواب بیان کیا تھا۔

وكان يوسف حين دخل السجن جعل ينشر علمه ويقول انی أعبّر الأحلام -فقال أحد الفتيين لصاحبه هلم فلنجرب هذا العبد العبرانی نترايا له -فسالاه من غير ان يكونا رايا شيئا -قال ابن مسعود رضی الله عنه ما رايا شيئا انما تحالما ليجربا يوسف -وقال قوم بل كانا رايا حقيقة(التفسير المظهری، ج٥ ص ١٦١، تحت سورة يوسف)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان میں سے ایک یعنی شاہی ساقی نے تو یہ کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں انگور سے شراب نکال رہا ہوں، اور دوسرے یعنی باورچی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سر پر روٹیوں کا کوئی ٹوکرا ہے، اس میں سے جانور نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، اور درخواست یہ کی ہمیں ان دونوں خوابوں کی تعبیر بتلایئے؟

قرآن مجید میں ان دونوں کے خواب کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ:

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا، وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ، نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورة يوسف آيت ٣٦)

ترجمہ: اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا ہے، اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں آپ اس کی تعبیر بتایئے، ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ نبی کے بیٹے تھے، اسلام کی تبلیغ کا ذوق ان کے ریشہ ریشہ میں پیوست تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت کے لئے چن لیا تھا، اس لئے دینِ حق کی اشاعت ان کی زندگی کا نصب العین تھا، گو قید میں تھے، مگر مقصدِ حیات کو نہیں بھولے تھے، اور اگرچہ مصیبت میں تھے لیکن اعلاءِ کلمۃُ اللہ کو فراموش نہیں کیا تھا، اس لئے اس موقع کو غنیمت جانا اور اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آخرت پر ایمان کی دعوت دینا شروع کی۔ (جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كان يوسف قال لأهل السجن :إني أعبر الأحلام، فقال أحد الفتيين لصاحبه :تعال حتى نجرب هذا العبد العبرانى، فسألاه من غير أن يكونا رأيا شيئا، قاله ابن مسعود .وحكى الطبرى أنهما سألاه عن علمه فقال :إنى أعبر الرؤيا، فسألاه عن رؤياهما .قال ابن عباس ومجاهد :كانت رؤيا صدق رأياها وسألاه عنها، ولذلك صدق تأويلها .وفى الصحيح عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم ":أصدقكم رؤيا أصدقكم حديثا ."وقيل :إنها كانت رؤيا كذب سألاه عنها تجريبا، وهذا قول ابن مسعود والسدى .وقيل :إن المصلوب منهما كان كاذبا، والآخر صادقا، قاله أبو مجلز (تفسير القرطبى، ج٩ ص ١٨٩، ١٩٠، تحت سورة يوسف)

طب و صحت حکیم محمد سعید صاحب

انڈا

انڈا نہایت لطیف زود ہضم اور مقوی غذا ہے، اس سے خون بہت بنتا ہے، جن پرندوں کا گوشت کھایا جاتا ہے انھی پرندوں کے انڈے بھی کھائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سب سے بہتر مرغی کا انڈا ہے، اس میں بدن کا گوشت پوست پیدا کرنے والے اجزائے ملحمہ (پروٹینز) زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔

نیز بدن میں قوت و حرارت پیدا کرنے والے روغنی مواد بھی ملتے ہیں، کچھ نمکیات بھی ہوتے ہیں اور پانی بھی، اس کے علاوہ سب سے بڑا وصف انڈے میں یہ ہے کہ وہ نسبتاً اپنی مقدار سے زیادہ غذائیت دیتا ہے اس سے فضلہ بہت کم ہی بنتا ہے۔

انڈے کو ابال کر چھیلتے اور زردی سمیت کھا لیتے ہیں، اس کا سالن بھی بناتے ہیں، بعض لوگ کچے انڈے کو توڑ کر اس کی زردی اور سفیدی کو پی جاتے ہیں۔

لیکن اس کے استعمال کا سب سے اچھا فائدہ بخش طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو اتنی دیر ابالا جائے کہ اس کی سفیدی جم جائے اور زردی جمنے کے قریب پہنچ جائے یعنی پورے طور پر نہ جمے، اس کے بعد اس پر ذرا سا نمک اور سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کر کھالیا جائے، اگر صرف زردی کھائیں تو یہ اور بھی زیادہ بہتر ہے، ایسا انڈا نیم برشت (ادھ ابلا) کہلاتا ہے، ابلتے ہوئے پانی میں انڈا تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ابالا جائے، اگر گھڑی نہ ہو تو اتنی دیر تک ابالا جائے جتنی دیر میں معمولی رفتار سے سو تک گنا جا سکتا ہے۔

انڈے تازے استعمال کرنا بہتر ہے۔ اگر چہ دیہاتوں میں عموماً انڈے دستیاب ہوتے ہیں تاہم تازہ انڈے کی شناخت کے لئے یہ بات یاد رکھنی چاہیے اگر اس کو ہاتھ میں لیکر روشنی کی طرف دیکھیں تو اس میں روشنی کی جھلک نظر آتی ہے، اس کے علاوہ تازے انڈے کو اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ اس میں ڈوب جاتا ہے۔

اس کے برخلاف جو انڈا خراب ہوتا ہے نہ تو اس میں روشنی کی طرف کر کے دیکھنے سے روشنی نظر آتی ہے اور نہ وہ پانی میں ڈوبتا بلکہ پانی کے اوپر تیرا کرتا ہے۔

(ماخوذ از ''دیہاتی معالج'' ص۲۷: مرتبہ: حکیم محمد سعید مرحوم)

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ/۲۸ذوالحجہ اور ۶/۱۳/۲۰/۲۷محرم متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے معمولات جاری رہے۔

□......یکم محرم اور ۱۵/محرم بروز اتوار دن دس تا ساڑھے گیارہ درسِ قرآن برائے خواتین کی مجلس منعقد ہوئی۔

□......۵/محرم اور ۱۲محرم بروز جمعرات دوپہر تا مغرب ادارہ کے متعلقین وافرادعملہ مع حضرت مدیر صاحب ایک دفعہ اسلام آباد کے مضافات میں اور ایک دفعہ راولپنڈی کے مضافات میں بشاشتِ طبع کی غرض سے کھلی آب وہوا میں چند گھنٹے گزارنے گئے۔

□......۲۳ذوالحجہ ویکم/۸/۱۵/۲۲محرم بعد عصر ہفتہ وار مجلس ملفوظات (مثنوی مولانا روم کے درس پر مشتمل) حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

□......یکم/۸/۱۵/۲۲/محرم بعد ظہر طلبہ وطالبات قرآنی شعبہ جات کے لیے بزمِ ادب اور اصلاحی بیان کی مجلس منعقد ہوتی رہی۔

□......۱۴/محرم ہفتہ بعد عشاء جناب شوکت صاحب (پنڈی ٹینٹ سروس) کے ہاں عشائیہ میں ادارہ کے احباب شریک ہوئے۔

□......۲۳/۲۴/محرم راقم الحروف بعض نجی امور کے سلسلے میں مانسہرہ شہر ومضافات کے سفر پر رہا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۴ ''اخبارِ عالم''﴾

13 / دسمبر: پاکستان: اعلیٰ سرکاری افسران سے گاڑی اور ڈرائیور کی سہولت واپس، 65 سے 95 ہزار تک ماہانہ الاؤنس ملے گا 14 / دسمبر: پاکستان: سفیروں کی کانفرنس ختم، امریکا اور نیٹو کے ساتھ نئے معاہدے کرنے کی سفارش 15 / دسمبر: پاکستان: ممکنہ نجکاری کے خلاف، واپڈا ملازمین کی ملک گیر ہڑتال، تالہ بندی، مظاہرے 16 / دسمبر: پاکستان: راولپنڈی، انٹر نتائج میں تاخیر پر مشتعل طلبہ نے بورڈ کا دفتر جلادیا، لاٹھی چارج، متعدد زخمی، 62 گرفتار ای سی سی کا اجلاس، گاڑیوں میں نئی سی این جی کٹس لگانے اور درآمد پر پابند عائد 17 / دسمبر: پاکستان: موجودہ دورِ حکومت میں بنیادی اشیاء 150 فیصد مہنگی، آٹے کا تھیلا 270 سے 590، گھی 100 سے بڑھ کر 190 روپے کلو، آدھا کلو دودھ کا ڈبہ 24 سے بڑھ کر 45 کا ہوگیا، سروے 18 / دسمبر: انڈونیشیا: تارکینِ وطن کی کشتی ڈوب گئی، کوئٹہ کے 50 افراد سمیت 300 لاپتہ 19 / دسمبر: پاکستان: فیصل آباد: ویگن میں سلنڈر پھٹنے سے 3 مسافر زندہ جل گئے 20 / دسمبر: پاکستان: الیکشن کمیشن نے دوہری شہریت والوں کے الیکشن لڑنے پر پابندی عائد کردی۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21 /نومبر 2011ء بمطابق ۲۴/ ذی الحجہ 1432ھ: پاکستان: پی ٹی اے نے ایس ایم ایس پر آج سے 1965 فحش الفاظ کی پابندی لگادی ✍ 22 /نومبر: پاکستان: لورالائی: شرپسندوں کے ساتھ جھڑپ میں 14 ایف سی اہلکار جاں بحق، میجر لاہور میں سپردِ خاک ✍ 23 /نومبر: پاکستان: میموکیس: ن لیگ پٹیشن دائر کرے گی، زرداری، حقانی، کیانی اور پاشا کو فریق بنانے کا اعلان ✍ 24 /نومبر: پاکستان: شیریں رحمان امریکہ میں پاکستان کی نئی سفیر مقرر ✍ آئندہ سال کے لئے گندم کی امدادی قیمت 1050 روپے فی من مقرر ✍ 25 /نومبر: فلور ملز مالکان نے گندم کی امدادی قیمت 1050 روپے فی من مسترد کردی ✍ 26 /نومبر: پاکستان: پنجاب بھر میں نرسوں کا احتجاج جاری، لاہور میں دھرنے، مزید 3 مریض دم توڑ گئے ✍ 27 /نومبر بمطابق یکم /محرم الحرام ۱۴۳۳ھ: پاکستان: مہمند ایجنسی، نیٹو کا دو پاکستانی چوکیوں پر شب خون، 2 افسروں سمیت 26 فوجی جاں بحق ✍ امریکی سفیر کی طلبی، نیٹو سپلائی بند، شمسی ائربیس پندرہ دن میں خالی کرانے کا فیصلہ ✍ 28 /نومبر: پاکستان: طورخم سے نیٹو سپلائی دوسرے روز بھی بند، 300 ٹرالر واپس کراچی روانہ ✍ 29 /نومبر: پاکستان: ماہانہ فیول ایڈجسٹمنٹ اضافہ، لائف لائن صارفین کو بھی منتقل ✍ 30 /نومبر: پاکستان نے بون کانفرنس کا بائیکاٹ کردیا، پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے، وفاقی کابینہ ✍ یکم/ دسمبر: پاکستان: ڈیزل 4.79 مٹی کا تیل 3.48، پٹرول 48 پیسے فی لیٹر مہنگا ✍ 02 / دسمبر: پاکستان: میموکیس، صدر، آرمی چیف کو نوٹس، تحقیقاتی کمیشن قائم، حسین حقانی کے بیرون ملک جانے پر پابندی ✍ 03 / دسمبر: پاکستان: قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس، بون کانفرنس کا بائیکاٹ، نیٹو سپلائی کی بندش برقرار ✍ 04 / دسمبر: پاکستان: حکومتی اعتراض، طارق کھوسہ نے میمو کمیشن کی سربراہی قبول کرنے سے معذرت کرلی ✍ 05 / دسمبر: پاکستان: اوبامہ کا زرداری کو فون، حملے پر افسوس، بون کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ✍ 06 / دسمبر: دنیا مزید 10 سال افغانستان کی مدد کرے گی، بون کانفرنس کا اعلامیہ، پاکستان کا بائیکاٹ ✍ 07 / دسمبر: (تعطیلِ اخبارات) ✍ 08 / دسمبر: افغانستان میں یومِ عاشورہ کے موقع پر بم دھماکے، 83 ہلاک ✍ 09 / دسمبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، بھارت سے ترجیحی تجارت پر مذاکرات کی منظوری، زرعی ٹیوب ویلوں پر سبسڈی ختم ✍ 10 / دسمبر: پاکستان: سینیٹ: نیٹو کنٹینرز سے سڑکوں کو 40 ارب کا نقصان پہنچا، ملا کچھ نہیں، حکومت ✍ 11 / دسمبر: پاکستان: وہاڑی: ٹرک سے تصادم، ویگن کا سلنڈر پھٹ گیا، 14 مسافر زندہ جل گئے، 14 زخمی ✍ 12 / دسمبر: پاکستان: آخری امریکی طیارہ بھی افغانستان روانہ، شمسی ائربیس مکمل خالی، قومی پرچم لہرادیا گیا۔

﴿بقیہ صفحہ ۹۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول

(نیشنل میڈیم)

زیرِ نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم و دیگر اہلِ علم

اپنی نوع کا منفرد نظام، ان شاء اللہ تعالیٰ جلد آغاز ہو رہا ہے

سکول کی چند اہم خصوصیات و سہولیات

معیاری تعلیم و تربیت	مونٹیسوری جدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ و ناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی و دنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
بورڈ کے تحت اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی و تربیتی نظام	اساتذہ اور طلبہ کے والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیر نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی و تفریحی دورے

ان شاء اللہ تعالیٰ مارچ 2012ء سے ادارہ غفران (گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی) کے قریب برانچ میں نرسری سے تیسری تک کلاسوں کا باقاعدہ آغاز ہو رہا ہے

Idara Ghufran